Title : Daman-e-Gulzar
(urdu poetry)

Author : DR Bano Tahera Sayeed

price : Rs 75=00

press : Aijaz printing Press
Chatta Bazar Hyd.

publisher : Sowghat-e-Nazar
11-3-723, Mallapalli, Hyd-1

Pages .. 248

Year of publication : Feb. 1999

Address :- DR Bano Tahera
Sayeed
Green View, Shantinagar
Hyderabad 500028
AP
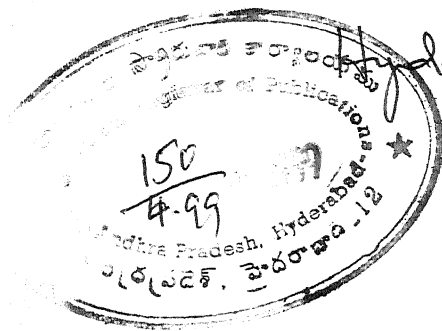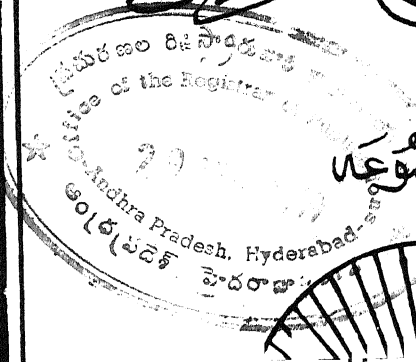
دامنِ گلزار
شعری مجموعہ
ذہن پر جب ہو تناؤ اور نہ کچھ اچھا لگے
دِل کو ملتی ہے تسلی دامنِ گلزار میں
ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید
ڈی لِٹ

تعدادِ اشاعت : پانچ سو

سنِ اشاعت : فروری ۱۹۹۹ء

کتابت : شفیع اقبال

سرِ ورق : ریاض، خوشنویس

طباعت : اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار۔ حیدرآباد

ترتیب و تزئین : مومن خاں شوق

قیمت : ۷۵ روپے

ناشر : سوغاتِ نظر پبلیکیشنز
اشرف ولا، 723-3-11، ملے پلی، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

:: کتاب ملنے کے پتے ::

* ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید "گرین ویو" شانتی نگر۔ حیدرآباد ۵۰۰۰۲۸

* ادارہ "سوغاتِ نظر" اشرف ولا، 723-3-11، ملے پلی۔ حیدرآباد۔

(فون نمبر : 3343222)

اِنتسابؒ

ایک گُن گانے والے کے نام

ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید (ڈی۔لِٹ)

ترتیب و تزئین

نظمیں:

کہکشاں بکھیرنے والی شاعرہ

(ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید)

برگِ سبز جیسی شاعرہ جب برگِ گُل کے اوصاف میں تحلیل ہو کر اپنے فکر و فن سے تہذیبِ شعر و ادب کو مہکانے کا حق ادا کرتی ہے تو ادبی ماحول پر عطر بیز فضا چھا جاتی ہے اور اس کے شعر و نغمات کی کہکشاں آسمانِ فکر و خیال پر کچھ اس طرح پھیل جاتی ہے کہ اُجالوں کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا۔ خیالات کی فراوانی، مشاہدات کی گہرائی اور جذبات کی تر و تازگی جب گلستانِ رنگ و بو کے لئے تجزیہ نگاروں جیسی حُسن کاری کا منصب ادا کرتی ہے تو فطرت کے وہ تمام گوشے جو جلوہ نمائی کے لئے منتظر تھے ایک ایک کر کے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ اور فطرت کی وہ تمام نیرنگیاں جو اپنے اپنے وقت پر اظہار کا ذریعہ بن جانا چاہتی ہیں، ظہور پذیر ہونے لگتی ہیں۔ ایک قلمکار جب اس قسم کی کیفیات سے گزرتا ہے تو اُس کے فکر و نظر کے دائرے وسیع تر ہونے لگ جاتے ہیں۔

اگر کسی صاحبِ ادراک شخص کو ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کی دانشورانہ بلند پروازی کا جائزہ لینا مقصود ہو تو ضروری ہے کہ اِن کی جمالیاتی سحر کاری، تجرباتی طرح داری اور مشاہدات کی جگمگاتی ہوئی شمع فروزاں کو بھی پیشِ نظر رکھے۔ فطرت شناسوں کی محفل کا ایک ایک لمحہ دل و دماغ کو نہ صرف روشن رکھتا ہے بلکہ ذہنِ رسا کی ایک ایک شمع کو حیاتِ جاوداں کی بشارت بھی دیتا رہتا ہے۔

ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید ایک ایرانی النسل شاعرہ ہوتے ہوئے بھی ہندوستانی تہذیب

وثقافت میں کچھ اس طرح جذب ہو گئی ہیں کہ ان کے جسم و جاں میں ہندوستانی روایات کی وہ ساری خوشبو مہک رہی ہے جو ایک شگفتہ مہکتے ہوئے گلاب کا وتیرہ ہوا کرتا ہے ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید بہ یک وقت تین زبانوں (اُردو، فارسی، انگریزی) کی شاعرہ ہیں۔ یہی نہیں یا عمدہ افسانہ نگار بھی ہیں اور بہترین مضامین کی خالق بھی ہیں۔ ان کی شاعرانہ عظمت کے اعتراف میں تمام ادبی حلقے رطب اللسان ہیں۔ بانو طاہرہ سعید کی شاعری سیدھے سادے اور عام فہم، مانوس لفظوں کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہر سرِ محفل رونق افروز ہوتی ہے تو ادبی ذوق رکھنے والے سارے سامعین متوجہ ہو جاتے ہیں۔ فارسی کی نمائندہ شاعرہ ہونے کے باوجود ان کی اُردو شاعری کی زبان صاف ستھری اور دل میں اُتر جانے والی ہے۔ ان کے کلام کی برجستگی و بے ساختگی، قاری و سامع کو یکساں طور پر متاثر کرتی ہے۔ سہلِ ممتنع کا مزاج لئے ہوئے ان کی شاعری کا لب ولہجہ پُر اثر ہوتا ہے۔ ان کے اشعار پر جس قدر زیادہ غور کیا جائے گا اُتنے ہی معنی آفرینی کے جوہر نمایاں ہوتے رہیں گے مشاہدات و قلبی واردات کا گہرا اثر ان کے اشعار میں جا بجا ملتا ہے جو موسم گُل کی طرح سارے مکاتبِ فکر و خیال کے باذوق، حُسن کاروں کو تر و تازگی بخشتا ہے ان کے جذبات کی ترجمانی کرنے والے الفاظ ان کے شاعرانہ خیالات کا استقبال کرتے ہوئے اپنے وجود کو وسیع تر مفہوم میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کسی خاص مسلک کی شاعرہ نہیں ہیں۔ جہاں ان کا کلام کلاسیکی شعر و ادب کا ترجمان معلوم ہوتا ہے تو وہیں ترقی پسندانہ فکر کا آئینہ دار اور جدید شاعری (جدیدیت نہیں) کا بہترین نمونہ بھی ہے۔ یہ شاعرہ اپنی شاعرانہ حیثیت کو کسی مخصوص خانے میں بانٹنے کی قائل نہیں ہے۔ اپنی روشن خیالی اور زندہ ضمیری کی وجہ سے تمام ادبی تحریکات اور رجحانات سے بہرہ ور ہو چکی ہیں۔ ان کا ادبی و شعری

سفر ایک ایسی راہ سے گزر رہا ہے جہاں ہر قسم کے موسم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ان کا تخلیقی سفر کئی دہوں سے جاری ہے۔ ایک ادیب جنل شاعرہ کی حیثیت سے ادب میں اپنا ایک منفرد مقام بنا چکی ہیں۔ بانو طاہرہ سعید ایک خوش مزاج، شائستہ اطوار اور عمدہ طور وطریق کو اپنانے والی شاعرہ ہیں۔ چشم مروّت، کشادہ ذہن و فکر کی بھی مالک ہیں۔ اپنے رکھ رکھاؤ میں شائستگی و نفاست کے ہر اُس پہلو کو خراج پیش کیا کرتی ہیں جو ایک مہذب انسان کا وتیرہ ہوتا ہے۔ روز و شب کے مسائل کو سلیقے سے سرانجام دینے کا انہیں ملکہ حاصل ہے۔ زندگی کے سارے لمحات کو ان کی پوری پہچان کے ساتھ سرگرم عمل رہنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ معاشرہ کا ایک اہم حصّہ بن کر اپنی فہم و فراست کی روشنی کو دُور دُور تک پھیلاتی رہتی ہیں۔

بانو طاہرہ سعید کا حیدرآباد کی سینئیر ترین خاتون شعراء میں شمار ہوتا ہے۔ انہیں میں اُس زمانے سے ایک شاعرہ کی حیثیت سے جانتا ہوں جب وہ ادارۂ ادبیاتِ اُردو، انجمن ترقی اُردو اور اُردو مجلس کی محفلوں میں اپنا کلام سُنایا کرتی تھیں (یہ بات سنہ ۶۰-۱۹۵۹ء کی ہے)۔ شہر میں ہونے والے تمام مشاعروں میں شرکت سے گریز کرتی تھیں۔ البتہ شہر کے بعض تعلیم یافتہ، مہذب گھرانوں میں اگر کوئی مخصوص مشاعرہ ہو تو شریک ہوا کرتی تھیں۔ اور ایسی محفلوں کا زیادہ تر میں ہی معتمدِ مشاعرہ رہا کرتا تھا۔ شاعری کے ابتدائی زمانے میں شہر کے شعر و ادب سے دلچسپی رکھنے والے بعض اہلِ ذوق اصحاب اپنی رہائش گاہوں پر محفلِ شعر کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ ایسی محفلوں میں بھی بانو طاہرہ سعید کی شاعری پوری توجہ کے ساتھ سُنی جاتی تھی۔ ان کے اشعار پر دل کھول کر داد دی جاتی تھی۔ ان کے رفیقِ حیات برگیڈیر سعید صاحب نہایت شریف النفس، اعلیٰ ظرف انسان تھے۔ ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کا بہت زیادہ

خیال رکھتے تھے۔ مشاعروں میں بانو طاہرہ سعید کو اپنی چھوٹی سی موٹر آسٹن میں لے آتے۔ اگر میں کسی مشاعرے میں شرکت کے لئے ڈاکٹر صاحبہ سے فون پر بات کرنا چاہتا تو سعید صاحب فون ریسیو کرتے (بلکہ اکثر دفعہ سعید صاحب ہی فون ریسیو کرتے تھے) اور کہتے طاہرہ! نیّر صاحب کا فون ــــ وہ فوری آتیں اور گفتگو جاری رہتی۔ اسی طرح کی بات عظمت عبدالقیوم کے شوہر محترم عبدالقیوم صاحب (ریٹائرڈ چیف انجینئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی) کہتے تھے۔ اُن دنوں جتنے بھی خاص خاص مشاعرے ہوتے تھے اُن میں شہر کے نمائندہ باذوق خواتین و حضرات مدعو رہا کرتے تھے۔ خواتین کی تعداد بھی حضرات سے کم نہیں ہوتی تھی۔ شعر و ادب کی محفلوں سے روشناس کرا   اُس دور کی خواتین اپنی لڑکیوں کو بھی اپنے ساتھ محفل میں لے آتی تھیں جس طرح عظمت عبدالقیوم کے ہمراہ ان کی بیٹی شاداں رہتیں۔ اسی طرح شہر کی مہذب خواتین بھی تنہا نہیں آتی تھیں۔ اُس وقت کے مشاعرے ایک خاص ماحول کے نمائندہ ہوا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایسی محفلیں کم ہوتی گئیں۔ کبھی کبھی اُن محفلوں کی یاد آتی ہے تو ماضی کے وہ تمام اوراق اُلٹنے لگ جاتے ہیں جو اپنی روشنی سے دامنِ تہذیب و ثقافت کو چمکاتے رہتے تھے۔ اُن محفلوں میں کیسے کیسے لوگ آتے تھے اور کیسے   لوگوں سے ملاقات ہوتی تھی (وہ دور ہی ختم ہوگیا) اب وہ بات کہاں۔ بانو طاہرہ سعید اپنی مخصوص طرزِ معاشرت کی وجہ سے بھی منفرد حیثیت رکھتی تھیں۔ ان کی زندگی قابلِ رشک ہے۔

حیدرآباد ایک ایسا شہر ہے جس کے دامن میں ہر دور میں رنگ برنگی پھول کھلتے اور مہکتے رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ بانو طاہرہ سعید کی قیام گاہ پر بھی شعری و ادبی مخصوص محفلیں ہوا کرتی تھیں جن میں شہر کے منتخب شرفاء شریک رہا کرتے تھے۔ بریگیڈیر سعید مہمانوں کے خیر مقدم کے لئے پیش پیش رہتے تھے۔

مہمانوں کی پذیرائی میں چشم بہ راہ رہتے تھے۔ مہمانوں کی تواضع میں فراخدلی کا ثبوت دیا جاتا تھا۔ ان کے گھر میں آراستہ کی جانے والی محفلوں میں ہاشم علی اختر آئی اے ایس اور ان جیسی کچھ اور باوقار شخصیتیں اپنے اہلِ خاندان کے ساتھ شرکت کیا کرتی تھیں۔ بڑی خوشگوار محفلیں ہوتی تھیں۔ مجھے بانو طاہرہ سعید کی ایک دعوت خاص طور پر یاد ہے جو اُن کے پہلے مجموعۂ کلام "برگِ سبز" کی رسمِ اجراء تقریب کے سلسلے میں دی گئی تھی۔ عشائیہ کے بعد مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ انتہائی باذوق ادب دوست خواتین و حضرات کی اُس محفل میں شعر و ادب کے موضوع پر بھی گفتگو ہوتی رہی۔ اس محفل میں حیدرآباد کے ایک مہذب گھرانے سے تعلق رکھنے والی معزز و معتبر خاتون صالحہ الطاف (مدیرہ خاتونِ دکن) بھی مدعو تھیں۔ (جن کے رسالہ کی رسمِ اجراء تقریب شاندار پیمانے پر رویندر بھارتی تھیٹر میں ہونے والی تھی)۔ بانو طاہرہ سعید نے صالحہ الطاف سے یہ کہتے ہوئے تعارف کروایا کہ آپ صلاح الدین نیرؔ ہیں۔ ایک ہونہار اُبھرتے ہوئے شاعر ہونے کے علاوہ بہترین انسان ہیں۔ انہیں شعری ادب سے ہی نہیں نثری ادب سے بھی دلچسپی ہے۔ صحافت سے بھی وابستگی رکھتے ہیں۔ خاتونِ دکن کے لئے ان کی خدمات بے حد مفید رہیں گی۔ اس ابتدائی تعارف کے بعد میں رسالہ 'خاتونِ دکن' سے (جو ایک خالص ادبی رسالہ تھا) برسوں وابستہ رہا۔ بلا وقفہ یہ پرچہ تقریباً ۱۲ سال تک جاری رہا۔ ہاشم علی اختر صاحب سے بھی اُسی زمانے سے واقف ہوں۔ میں ہمیشہ اُن کی نظر میں رہا۔ میری بے حد حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ ڈاکٹر سید سید محی الدین زورؔ قادری اور پروفیسر عبدالقادر سروری بھی میری شعری و ادبی سرگرمیوں کو سراہتے تھے۔

بانو طاہرہ سعید کی زندگی، فنونِ لطیفہ کی خدمت میں گزر رہی ہے۔ خاتون دوستوں میں حیدرآبادی تہذیب کی نمائندہ خاتون ممتاز شاعرہ عظمت عبدالقیوم ان سے بہت قریب تھیں۔

آپس میں یہ دونوں بہت اچھے دوست تھے۔ عظمت عبدالقیوم کے انتقال کے بعد بانو طاہرہ سعید بہت زیادہ خاموش رہیں۔ اُنہیں اپنی بہترین شاعرہ دوست کی جدائی کا بڑا صدمہ رہا۔

بانو طاہرہ سعید کی تقریباً تمام کتابوں پر ملک کی اُردو اکیڈیمیوں نے انعام سے نوازا ہے۔ ان کا کلام اخبارِ "سیاست" میں چھپتا رہتا ہے۔ ریڈیو اور دُور درشن سے بھی ان کا کلام داد و تحسین حاصل کرتا رہتا ہے۔

بانو طاہرہ سعید کے فن اور شخصیت پر عثمانیہ یونیورسٹی کی طالبہ اقبال بیگم نے ایم۔فل کیا ہے۔ انگریزی ادب کی مجموعی خدمات کے اعتراف میں انہیں امریکہ کی عالمی یونیورسٹی اریزونا سے ڈی لٹ کا اعزاز دیا گیا ہے۔ انگریزی کی مختلف انتھالوجی میں کلام اور حالات شائع ہو چکے ہیں۔ اور ان کی ایک انگریزی نظم دنیا کے بہترین ۵۰ انگریزی نظموں کے مقابلہ میں شامل ہے۔ محفلِ خواتین کی بانیوں میں سے ایک ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۲۷ برس پہلے جب محفلِ خواتین کا قیام عمل میں آیا تھا تو اُس وقت کے مشاورتی اجلاس میں بانو طاہرہ سعید بھی موجود تھیں۔ مجھے بھی خصوصی طور پہ مدعو کیا گیا تھا (تب سے ہی میں محفلِ خواتین کا اڈوائزر رہوں)۔ ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کا پہلا مجموعۂ کلام "برگِ سبز" اور میرا پہلا مجموعۂ کلام "گلِ تازہ" ایک ہی سال شائع ہوئے تھے۔ بانو طاہرہ سعید بہت زود گو شاعرہ ہیں۔ بہترین نثر نگار بھی ہیں۔ اُردو شعر و ادب سے بے حد محبت کرتی ہیں۔ حیدرآبادی تہذیبی روایات سے اُنہیں بے حد لگاؤ ہے اپنے وطنِ عزیز کی محبت میں سرشار رہ کر حب الوطنی کے موضوع پر بہت ہی عمدہ عمدہ نظمیں کہی ہیں۔ ان کا ادبی سفر اب بھی جاری ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تاحیات ان کا قلم چلتا رہے گا۔ ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کے پاس کچھ برسوں سے ادبی محفلیں نہیں ہو رہی ہیں البتہ اُنہوں نے ممتاز محقق جناب نصیر الدین ہاشمی کی دختر نیک اختر نامور افسانہ نگار

شاعرہ، خدیجہ ہاشمی (نیلم ہاشمی) جو ۵ برس پہلے پاکستان سے حیدرآباد آئی تھیں، کے استقبال میں ایک محفلِ شعر آراستہ کی تھی۔ اس محفل میں نمائندہ شاعروں اور خاتون شعرا نے کلام سُنایا تھا۔ نیلم ہاشمی نے بھی اپنا منتخب کلام سُنا کر دادِ تحسین حاصل کی تھی۔ میں ناظمِ مشاعرہ تھا۔

میں نے حیدرآباد کی بعض خاتون ادیبوں اور شاعرات کی شعری و ادبی صلاحیتوں کو اپنی تحریروں کے ذریعہ خراج پیش کیا ہے۔ لیکن بانو طاہرہ سعید پر میں نے کچھ نہیں لکھا تھا۔ اب مجھے ان کی شاعرانہ قدر و قیمت اور ان کی شخصیت پر لکھتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کا یہ مجموعۂ کلام "دامنِ گلزار" ان کے دوسرے شعری و نثری کتابوں کی طرح شہرت حاصل کرے گا۔ ایسا کہنے پر میں اس لئے بھی حق بہ جانب ہوں کہ میں ان کی تمام کتابوں کی پذیرائی سے واقف ہوں۔

فروری ۱۹۹۹ء

صلاح الدین نیّر
مدیر "خوشبو کا سفر"

"کہکشاں"
ملے پلی۔ حیدرآباد

ہاشم حسن سعید
سابق پرنسپل کالج آف اورینٹل
حیدرآباد

ہندوستانی تہذیب کی سفیر
ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید

فنکار تخلیقی عمل کے دوران جس ذہنی کیفیت گزرتا ہے اس کا ادراک ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ اگر کوئی فن کا جائزہ لیتے وقت یہ کیفیت خود پر طاری کر لے تو یقیناً وہ فنکار کی عظمت کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔ فن کی جانچ نقاد کے لئے خود بڑی آزمائش ہوتی ہے۔ اس مقام پر اس کی فنی بصیرت اس کے لیے رہبر کا کام دیتی ہے۔ اگر نقاد میں اس بصیرت کا فقدان ہے تو پھر وہ کسی فن پارہ کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ دیکھ سکتا ہے کہ فن کار میں جوہر تخلیق فطری ہے یا اکتسابی۔ بالفاظ دیگر وہ تخلیق کار ہے یا تقلید کار۔ ایسے میں وہ غلط نتائج اخذ کر لیتا ہے اور فن کی تشریح و توضیح میں غلط تاویلات سے کام لیتا ہے ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کے فن کا معروضی جائزہ لینے سے یہ بات بے لوث کہی جا سکتی ہے کہ وہ زبردست خلاقانہ صلاحیتوں کی حامل ہیں۔ شاعری ہو یا نثر ہر صنفِ ادب میں ان کی اچھی صلاحیتوں کی جلوہ گری ہے۔ اسی لیے انہوں نے مشورۂ سخن کے لئے کسی استاد کے آگے زانوئے ادب تہہ نہیں کیے۔ اگر ایسا ہوتا تو کہیں نہ کہیں ان کے کلام میں تقلیدی عنصر شامل ہو جاتا اور کلام میں انفرادیت نہیں رہتی جو

اس وقت موجود ہے۔ اس میں شک نہیں مقلّد بھی کبھی اپنی راہ نکال لیتا ہے لیکن اس میں نت نئے تجربے کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ جبکہ تخلیق کار ہمیشہ نئے اُفق پر طلوع ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ بانو طاہرہ سعید کا یہ وتیرہ رہا ہے کہ اُنہوں نے کسی مخصوص نظریۂ ادب پر کاربند ہوئے بغیر شاعری کو سیلِ رواں کی طرح آزاد رکھا اور اس میں وہ سب کچھ سمو دیا جو عام روایت پرست شاعروں سے ممکن نہیں ہے۔ اُنہوں نے اُردو میں "ہائیکو" کو ایک صنفِ سخن کی حیثیت سے جس طرح متعارف کرایا ہے۔ اس کی مثال اُردو شاعری میں ملنا مشکل ہے۔ تین مصرعوں پر مشتمل ان کے "ہائیکوز" تاثراتی شاعری کا بہترین نمونہ ہیں۔ ان میں صرف تخیل کی کارفرمائی نہیں، حقیقت کی رنگ آمیزی ہے۔ ملاحظہ ہوں دو مثالیں:-

ایک پرندے نے مجھ کو دی دعوت
آؤ پرواز ساتھ ساتھ کریں
کیسے سمجھاؤں میرے پر ہی نہیں۔

گزریں صدیاں کئی، حیوان سے انساں بنتے
آج انسان پھر حیوان ہوا چاہتا ہے
راس انسان کو آئی نہ بلندی اپنی

یہی تاثراتی انداز بانو طاہرہ سعید کی نظموں میں بھی ملتا ہے۔ "ملال" ان کی ایک شاہکار نظم ہے جس میں شاعرہ تلاشِ ذات کا کرب سہہ کر منزل کی جستجو میں بھٹک رہی ہے اور اسی عالمِ گم گشتگی کو حاصلِ زیست سمجھتی ہے۔

غزل میں تجربات آج کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ عصرِ حاضر کے تنوع پسند شاعروں نے تجربہ کے نام پر غزل کا حلیہ ہی بدل کر رکھ دیا ہے جس سے ان کی تہذیبِ غزل سے

ناآشنائی کا پتہ چلتا ہے۔ اُردو غزل ایک مخصوص تہذیبی پس منظر رکھتی ہے۔ اس میں ایرانی مزاج کی رنگینی اور دلفریبی بھی ہے اور ہندوستانی تہذیب کی سادگی اور پُرکاری بھی ہے۔ بانو طاہرہ سعید نے اپنی غزل میں موضوع اور ہئیت کے کچھ تجربے کئے ہیں لیکن غزل کی روح کو کہیں مجروح ہونے نہیں دیا۔ ان کی بعض غزلیں مطلع کے بغیر شروع ہوئی ہیں اور بعض غزلوں کے اشعار میں بحور و اوزان کے روایتی التزام سے گریز کیا گیا ہے یہ گریز پائی سہل انگاری سے تعبیر نہیں کی جا سکتی بلکہ جدّت طرازی کی ایک شعوری کوشش ہے۔ دیکھنا ہے اہل ذوق اور خرد مندوں سے یہ کس حد تک سندِ مقبولیت حاصل کرتی ہے۔ بانو طاہرہ سعید کی غزلیں ان کی پختہ کاری اور فن پر حاکمانہ دسترس کی مظہر ہیں۔ اُنہوں نے جہاں نئے پن کا احساس پیدا کیا ہے وہیں صالح روایات کی پاسداری بھی کی ہے۔ غزل کے موضوعات کو اُنہوں نے نئے رنگ و روغن کے ساتھ برتا ہے جس سے کلام کا حُسن دوبالا ہو گیا ہے۔ مثالیں پیش ہیں ؎

ہے ایک ہاتھ میں تسبیح دوسرے میں کچھ اور
یہ میکدہ ہے یہاں وضعِ پارسائی کیا

پنچھیوں پر رشک آتا ہے مجھے ∴ کاش اُن کے ساتھ میں بھی اُڑ سکوں
پرانی یادیں اُبھر آئی ہونگی بن کے حباب ∴ پرانی جب کوئی تحریر مِل گئی ہوگی

بانو طاہرہ سعید ایرانی اور ہندوستانی تہذیب کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ اس لئے ان کے فن میں اس مشترکہ تہذیب کا عکسِ جمیل جا بجا ملتا ہے۔ ان کی شاعری میں امن، بھائی چارگی، اُخوت، بے باکی، رواداری، وطن پرستی اور حق پسندی کے جذبات، ان کے کیفیاتِ ذہنی کے آئینہ دار ہیں۔ ●●

بانو کی شاعری حقیقی جذبات کا مظہر

بانو طاہرہ سعید کو غیر معمولی صلاحیتوں سے اللہ نے نوازا ہے۔ پیدائشی طور پر ادب سے وابستگی رکھتی ہیں۔ اُردو شاعری اور افسانہ نگاری کے علاوہ انگریزی اور فارسی میں بھی طبع آزمائی کرتی ہیں۔ ان کے جذبات میں حقیقت ہے، بناوٹ نہیں۔ ملک اور بیرونِ ملک سے مختلف ایوارڈ حاصل کر چکی ہیں۔ اس کے باوجود انتہائی منکسر اور سادہ مزاج واقع ہوئی ہیں۔ انگریزی ادب کی خدمت کے صلے میں اُنہیں امریکہ سے اعزازی "ڈی لٹ" عطا ہوا۔ کیمبرج سے بھی ہمت افزائی ہوئی ہے۔

برِّ صغیر کی خواتین شعراء کی فہرست میں بانو طاہرہ سعید کا نام بہت اہمیت رکھتا ہے اور ہمیں ان کی شخصیت پر فخر ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ــــــ

ڈاکٹر بلقیس علاء الدین

ڈرامہ نویس

"شنگریلا" بنجارہ ہلز۔ حیدرآباد۔

ستارۂ دکن ـ ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید

ستارۂ دکن بانو باجی (ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید) نے مجھے حکم دیا کہ میں اُن کی تازہ تصنیف "دامنِ گلزار" پر رائے لکھوں۔ بھلا جس کی شہرت ہند و پاک کے حدود کو پار کر کے بین الاقوامی بن چکی ہو، جو اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے اپنی تخلیقات پر اعلیٰ سے اعلیٰ عالمی ایوارڈز اور اعزازات حاصل کر چکی ہوں، جن کا کلام آئے دن اخباروں، رسالوں کے علاوہ دور درشن اور ریڈیو پر پیش کیا جاتا ہو، جس کی مطبوعات سابق میں عالمی شہرت پا چکی ہوں، جو مختلف ادبی، مذہبی، سماجی اور اخلاقی تنظیموں کی رکن ہوں جو تقریباً ساری دنیا کی سیاحت کر چکی ہوں ـــ بھلا ایسی عظیم المرتبت شخصیت کے لئے کیا لکھنا اور کیا تعارف کرانا۔ حکم کی تعمیل میں صرف اتنا لکھنا ہے کہ میں بانو باجی صاحبہ سے عرصۂ دراز سے واقف ہوں۔ سنہ ۱۹۶۰ء سے بانگِ درا اور سنہ ۱۹۸۰ء سے ماہانہ "آوازِ امروز" میں برابر آج تک ان کا قلمی تعاون بدستور مجھے حاصل ہے۔ اُردو، فارسی اور انگریزی کی آپ وہ خوش فکر و خوش گو، بلند پایہ ادیبہ اور شاعرہ ہیں جو تقریباً تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی فرما چکی ہیں۔ تخیّل اور طرزِ اظہار کی انفرادیت کی بدولت معاصرین میں ممتاز مقام کی حامل ہیں۔

امریکہ کے مشہور اور ممتاز شاعر ROBERT FROST سے کسی نے ان کی شاعری کا محرک دریافت کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ انسانی فطرت اور قدرتی مناظر نے ہمیشہ انہیں متاثر

کیا ہے اور انہوں نے یہ کوشش کی کہ فطرتِ انسانی کے سربستہ رازوں کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کریں۔

ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید صاحبہ کی شاعری جو نظم کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتی ہے۔ انسانی جذبات اور عقائد کا متاثر کن امتزاج ہے۔ ان کے مزاج میں خلوص، ہمدردی، شفقت، محبت اور انصاف کے عناصر غالب ہیں۔ یہ جب اپنا کلام خود پڑھتی ہیں تو یہ سننے والوں کے لئے اور بھی جاذب توجہ ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک اپنے کلام پر کافی ایوارڈز اور اعزازات حاصل کر چکی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کل ہند نہج البلاغہ سوسائٹی حیدر آباد کا عطا ہوا اعزاز "شاعرۂ نہج البلاغہ" سب سے بڑا اور سب سے زیادہ عظیم اعزاز ہے جو دونوں جہانوں کے لئے بہترین سرمایہ ہے۔

مختصر یہ کہ فخر الشعراء ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید کی زیرِ نظر کتاب "دامنِ گلزار" اُن کی بلند شاعری اور ان کی فکرِ نو کی آئینہ دار ہے جو اپنی بصیرت افروزی اور دلچسپی کے باعث پڑھنے والوں کا دل جیت لے گی اور ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ میں انہیں ان کی کاوشوں پر مبارکباد دیتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ــــ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

مخلص
کرار کاظمی
مدیرِ اعلیٰ ہفت روزہ "بانگِ درا"
و ماہنامہ "آوازِ امروز"
سکریٹری جنرل آل انڈیا نہج البلاغہ سوسائٹی

ایوانِ فاطمہ - 599-2-22،
بالسٹی کھیت - دار الشفاء - حیدر آباد ۲۴، (اے۔ پی)
فون نمبر: 4577465

دانشورانِ ادب کے تاثرات

• بیٹی خدا تم کو اور تمہاری شاعری کو زندہ رکھے — !

(بریگیڈیر گلزار احمد ۔ پاکستان)

• ایک شاعرہ ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید خود شعر کہتی تھیں اور اب بھی کہتی ہیں۔ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں، اور ان کی شاعری کو پسند کرتا ہوں۔

(پروفیسر قمر ساحری ۔ پاکستان)

• آپ کو اپنی شعر و سخن کی ادبی فتح مبارک ہو۔

(ڈاکٹر خلیق انجم)

• آپ کے کلام کو پڑھ کر میں مسرت محسوس کرتا ہوں اور آرزو کرتا ہوں کہ آپ کی مزید قدر دانی ہو جس کی آپ مستحق ہیں۔

(ابوالفیض سحر)

اپنی بات

مجھے ادبیات سے فطری لگاؤ ہے۔ انگریزی، فارسی اور اُردو میں عبور حاصل ہے، اور میں ان زبانوں میں اظہارِ خیال کرتی رہتی ہوں لیکن اُردو زبان سے مجھ کو والہانہ محبت ہے۔ میں افسانہ نگاری اور شاعری دونوں اصنافِ سخن سے وابستہ ہوں۔ ہندی سے بھی تھوڑی واقفیت ہے۔ امریکہ کے مشہور انگریزی کے شاعر آنجہانی البرٹ ٹاملین کی نظموں کا اُردو میں منظوم ترجمہ کتاب کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے ترجمہ کرنے کا شوق نہیں ہے۔ میں جو بھی لکھتی ہوں میرا طبعزاد ہوتا ہے۔ آکاش وانی اور ٹی۔ وی۔ سے بھی میرا کلام نشر ہوتا ہے۔ بچپن سے لکھ رہی ہوں اور حسنِ اتفاق سے زمانۂ طالبِ علمی سے لے کر اب تک بہت سارے قومی اور بین الاقوامی ایوارڈس مل چکے ہیں۔ میرا کسی سے تلمذ نہیں۔ میرا تخلیقی سفر بالکل خدا داد ہے۔ البتہ قارئین کی ہمت افزائی میری رہنمائی کرتی رہی ہندوستانی اور پاکستان کے عوام کی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے قدر دانی سے نوازا ہے ــــ!

دلِ عوام نے اکثر مجھے پکارا ہے
یہ وہ مقام ہے شاہوں کو بھی نصیب ہے

"دامنِ گلزار" تازہ ترین مجموعۂ کلام ہے۔ اِس سے قبل کئی مجموعے منظرِ عام

پر آچکے ہیں۔ ادارہ "سوغات نظر" کے زیرِ اہتمام یہ مجموعہ شائع ہوا ہے۔ جناب مومن خاں شوقؔ اور جناب شفیعؔ اقبال صاحب کی خصوصی توجہ اور تعاون سے " دامنِ گلزار " کی تکمیل ہو سکی۔ کرم فرمائی کی تہہِ دل سے ممنون ہوں۔

اربابِ دانش جناب صلاح الدین نیرؔ مدیر "خوشبو کا سفر" جناب ہاشم حسن سعید سابق پرنسپل کالج آف لنگویجس، محترمہ بلقیس علاء الدین اور جناب کرار کاظمی کا تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جن کی قیمتی رائے نے مجموعۂ کلام کو چار چاند لگا دیئے ہیں لیکن مجھے اپنی کوتاہیوں کا احساس ہے۔

آخر میں دیدہ زیب سرورق کے لئے جناب ریاض خوشنویس اور بروقت کتاب کی اشا[illegible] کے [illegible] جناب سیّد نور محمد مالکِ اعجاز پریس کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔

بانو طاہرہ سعید

"گرین ویلو" شانتی نگر۔
حیدرآباد ۵۰۰۰۲۸

○

میرے پروردگار اے اللہ
ہے تیری کائنات کتنی حسیں
حُسن بکھرا کے خود ہے پردہ نشیں

○

جو خبر میں نے سُنی ہے نہ سُنائے اللہ
کیسے بچ سکتا ہے جس کو نہ بچائے اللہ

جس طرح ٹوٹ گیا سامنے سپنوں کا محل
کسی دشمن کو بھی یہ دن نہ دکھائے اللہ

ظلمتیں، بے بسی، تنہائیاں، دشتِ وحشت
دستگیری کے لئے کوئی تو آئے اللہ

دُکھ ہے ماضی کا میرے حال میں شامل دائم
ذہن سے کربِ مسلسل کو مِٹائے اللہ

طاہرہ، وردِ زباں ہیں یہی کلمے شب و روز
اپنے محبوب کا گھر جلد دکھائے اللہ

○

میں کب سے سوالی ہوں، تو دامن میرا بھر دے
اللہ مدینے کی مجھے شام و سحر دے

تنہائی و بے کیفی میں جینا ہے اجیرن
کلیوں کی طرح کھِل اُٹھوں اک ایسی خبر دے

کب تک یہ تیرا لطف یہ مہمان نوازی
مت روک میرے دوست مجھے اذنِ سفر دے

لکھا کروں انسانوں کی خوبی کے فسانے
دیکھوں نہ برائی مجھے وہ حُسنِ نظر دے

برباد ہوں میں طاہرہؔ، فرقت میں کسی کی
اے کاش صبا اُس کو ذرا میری خبر دے

○

ایسا بھی ہے اِک نام جو دیوانہ بنا دے
دنیا کی تمنّاؤں سے بیگانہ بنا دے

مت پوچھ کہ وہ شخصیتِ نانہ ہے کس کی
کعبہ میں بھی جائے تو صنم خانہ بنا دے

ہر چند پرستش نہیں جائز ہے بشر کی
وہ کیا کرے قسمت جسے دیوانہ بنا دے

جو شمع مدینے میں ہے صدیوں سے فروزاں
اُس شمع کا یارب مجھے پروانہ بنا دے

کچھ بھی نہ رہے یاد بجُز نامِ محمدؐ
یوں عشقِ محمدؐ مجھے فرزانہ بنا دے

قدرت ہے اُسے جو بھی کرے اپنے کرم سے
اِک ذرۂ ناچیز کو دُردانہ بنا دے

پھر چھیڑ فسانہ انھیں زلفوں کی مہک کا
جو طاہرہ ماحول کو گُل خانہ بنا دے

○

رقصِ ہنگامۂ بہار کرو
لالہ و گُل کو ہمکنار کرو

یوں نہ تہذیب داغدار کرو
بغض و کینہ کا اب نہ وار کرو

دوستی کا اگر نہیں ہے مزاج
دشمنی بھی نہ اختیار کرو

لُطف بانٹو، نشاط پھیلاؤ
کبھی ایسا بھی کاروبار کرو

کتنے ویرانے منتظر ہونگے
خار زاروں کو لالہ زار کرو

رات اندھیری ہے کٹ ہی جائے گی
صبحِ روشن کا انتظار کرو

نفرتوں کی چِتا جلا ڈالو
جشنِ اُلفت مناؤ، پیار کرو

چاند پھر سے نکلنے والا ہے
چار دن اور انتظار کرو

کیا خبر کیا ہو ایک لمحے میں
زندگی کا نہ اعتبار کرو

شاعروں کی طرح جیو لوگو
مذہبِ عشق اختیار کرو

پاسباں ہم ہیں آدمیت کے
اس کا اعلان بار بار کرو

طاہرہ، ناخدا سے کیا ہوگا
اپنے بیڑے کو خود ہی پار کرو

○

شہر ہے میرا نہ کوئی میرا گھر
آبلہ پا، چاک داماں، دربدر

کچھ سمجھ میں میری اب آتا نہیں
ہے کہاں منزل میری جاؤں کدھر

کیوں شکایت گردشِ ایام کی
زندگی خود اک سفر اندر سفر

جو بھی ہونا تھا وہ ہو کر ہی رہا
ہاتھ ملتے رہ گئے سب چارہ گر

کس لئے سورج سے ان کی دشمنی
جگمگاتے ہیں ستارے رات بھر

درمیاں کتنی خلیجیں آگئیں
لگ گئی شائد زمانے کی نظر

طاہرہ جس میں نہ ہو پاسِ وفا
ایسے اِنساں سے تو بہتر جانور

○

کس طرح دل بھول پائے گا تمہارا دیکھنا
شبنمی آنکھوں میں حسرت کا نظارا دیکھنا

سچ بتا دے اے نجومی کیا ہے سچ کیا دل لگی
کیا تجھے آتا ہے قسمت کا ستارا دیکھنا؟

جس کو ہم سمجھے تھے اہلِ دل وہ نکلا دل شکن
کس قدر سنگین دھوکا تھا ہمارا دیکھنا

روح فرسا دیکھنے پڑتے ہیں منظر زیست کے
ہو نہیں سکتا جنہیں ہرگز گوارا دیکھنا

اس سے بڑھ کر طاہرہؔ اب اور کیا ہو گی سزا
جس کڑی منزل سے گزرے تھے دوبارہ دیکھنا

○

زندہ رہنے کا ایک سہارا غم
غمِ جاناں ہے کتنا پیارا غم

ہم خریدارِ غم ہیں دنیا میں
اب تمھارا بھی غم ہمارا غم

غم سے سمجھوتہ کرلیا جب سے
ہر قدم پہ ہمیں گوارا غم

دستگیری کا تھا خیال کسے
ساتھ دیتا رہا تمہارا غم

طاہرہؔ مجھ سے رشتہ مت توڑو
بڑے اخلاص سے پکارا غم

○

اگر شعورِ نظر کچھ تیری نگاہ میں ہے
خزانہ حُسن کا، فطرت کی جلوہ گاہ میں ہے

کنول کے پھول پہ کیچڑ اُچھالنا کیسا
کنول کا پھول تو کیچڑ کی خود پناہ میں ہے

اندھیرے صرف اندھیرے ہیں ٹک نہیں سکتے
چھُپا ہوا کہیں سورج، شبِ سیاہ میں ہے

زمانہ بدلا، زمانے کے ساتھ قدریں بھی
اثر نہ واہ میں باقی نہ آہ، آہ میں ہے

کبھی کبھی تو ہماری بھی بزم میں آؤ
بڑا ہی لُطف، ملاقات گاہ گاہ میں ہے

وہ، جس نے طاہرہ، دیکھا نہیں پلٹ کے ذرا
اُسی کی دید کی حسرت، دلِ تباہ میں ہے

○

کس بانکپن کے ساتھ جئے جا رہے ہیں ہم
خونِ جگر کے جام پیئے جا رہے ہیں ہم

کیا کم ہے کچھ یہ حوصلہ مندی کا امتحاں
ہنس ہنس کے دل کے زخم سیئے جا رہے ہیں ہم

جب زندگی کی ساری بہاریں گزر گئیں
محفل میں اُن کی یاد کئے جا رہے ہیں ہم

نوکِ قلم سے خستہ و پژمردہ قوم کو
مژدہ حیاتِ نو کا دیئے جا رہے ہیں ہم

ہمراہ تلخ یادوں کا لشکر ہے طاہرہ
دنیا سے کتنے درد لیئے جا رہے ہیں ہم

○

نیم جاں دیکھے ہیں گلشن میں گلِ تر میں نے
سر جھکائے ہوئے پائے کئی خود سر میں نے

جب میری شان میں مشہور ہوئیں افواہیں
ایسی باتوں پہ توجہ نہ کی یکسر میں نے

نسلِ انساں میں نہیں جن کی کہیں کوئی نظیر
نام، تاریخ میں ڈھونڈے ہیں بہتّر میں نے

غم دوراں کی وہی چھاپ تھی پہچان میری
آئینہ جھانکا ہے اپنے کو سجا کر میں نے

جذب کر لے مجھے، دنیا نے بہت کوشش کی
کبھی موقع نہ دیا، دھوکے میں آ کر میں نے

ادّعا دوستی کا، دل تھا کدورت سے بھرا
ایسے لوگوں کے بھی درشن کئے اکثر میں نے

آ گیا منچلا طوفان، میرا بس نہ چلا
طاہرہ، دیکھے ہیں برباد کئی گھر میں نے

○

زندگی میں کہیں سُرور نہیں
بحرِ غم، قابلِ عبور نہیں

چاند کو لگ گیا گہن شائد
شبِ مہتاب اور نور نہیں

میں نے دیکھے ہیں ایسے اونچے لوگ
سر میں جن کے ذرا غرور نہیں

وہ کہیں بھی رہے وہ میرا ہے
دُور رہ کر بھی مجھ سے دُور نہیں

بارِ خاطر ہوں بعض لوگوں پر
اس میں میرا کوئی قصور نہیں

آپ بھی ہوں گے رونقِ صحرا
دیکھئے ایسا دن بھی دُور نہیں

میرا ایمان آپ کی یادیں
بے وفا میں نہیں، حضور نہیں

چاہنا اور ایک ستمگر کو!
طاہرہ، عقل میں فتور نہیں؟

○

یہ پھول کس نے بکھیرے ہیں میری راہوں میں
خمارِ خواب ہے شاید میری نگاہوں میں

اک اجنبی سی ڈگر ہے یہاں تو کوئی نہیں
سمیٹے کون ہے پھر مجھ کو اپنی باہوں میں

خدا کے واسطے ویرانہ مجھ سے مت چھینو
گھٹے ہے دم میرا شہروں کی شاہراہوں میں

ہیں چند خاک نشیں ایسے بھی زمانے میں
کہ جن کے نام سے ہیبت ہے کج کلاہوں میں

کٹی ہیں راتیں یونہی جاگتے ہوئے پیہم
ستارے جتنے ہیں سب ہیں میرے گواہوں میں

عجب ہے رسمِ ستم اور عجب حساب کتاب
ہے پیار بھی میرا شامل میرے گناہوں میں

خلوص ہو گیا کانٹوں سے طاہرہ ایسا
گلوں کے فرش کھٹکتے ہیں اب نگاہوں میں

○

دل باختگاں، لالہ رُخاں، سب مزے میں ہیں
فارغ زِ فکرِ سود و زیاں، سب مزے میں ہیں

خالی ہیں گرچہ جام و سُبو، میکدہ خموش
بادہ گُسار و پیرِ مغاں، سب مزے میں ہیں

کل کا کوئی ملال نہ کل کا کوئی خیال
سب خیریت ہے اور یہاں سب مزے میں ہیں

دیوانے چند دار و رسن سے اُلجھ گئے
ذی فہم و ہوش، دیدہ وراں سب مزے میں ہیں

حسّاس قتل ہو گئے خود اپنے ہاتھ سے
بیگانۂ زمان و مکاں، سب مزے میں ہیں

کیا بات ہے کہ طاہرہ، ایک آپ ہیں اُداس
بازیگرانِ کارِ جہاں، سب مزے میں ہیں

○

وہ جس کا دل میں تصوّر ہے جو گماں میں ہے
پتہ نہ اس کا زمیں پر نہ آسماں میں ہے

کبھی کبھی میری یادیں بھی ہمسفر تھیں تیری
کہیں کہیں تو میرا نام داستاں میں ہے

بہار ہی پہ نہیں منحصر دل آویزی
چمن میں رنگِ دگر موسمِ خزاں میں ہے

بجا ہے علم پہ اپنے یہ ناز و فخر و غرور
مگر بشر ابھی آغوشِ جیستاں میں ہے

بجز سکوت نہیں طاہرہ کوئی چارہ
اثر دعا میں ہے باقی نہ اب فغاں میں ہے

○

سُن کے وہ میرا نام چونک اُٹھا
میرا ہمنام دوسرا ہے کیا

خوف کیوں ہے میرے ڈوبنے کا اُسے
میری کشتی کا ناخُدا ہے کیا

کیوں یکایک عنائتیں اِتنی
کس سے پوچھوں کہ ماجرا ہے کیا

کیسی ہڑبونگ، کس قدر گڑبڑ
عورتوں کا مشاعرہ ہے کیا؟

مجھ سے منسوب کر دیا دیوان
طاہرہ یہ اُسے ہوا ہے کیا

○

جھونکا سموم کا ہوں صبا مت سمجھ مجھے
صحرا سمجھ، درخت ہرا، مت سمجھ مجھے

پت جھڑ کی رت کا رنگ ہوں بربادیوں کا راگ
پھولوں کی بانکپن کی ادا مت سمجھ مجھے

تیری ہر ایک سانس میں میرا وجود ہے
ضم تیری ذات میں ہوں، جدا مت سمجھ مجھے

درماندۂ حیات ہوں زخموں سے چور چور
دنیائے آرزو کا خدا مت سمجھ مجھے

خود دردِ لادوا ہوں کروں کس کا میں علاج
اے دوست اپنے غم کی دوا مت سمجھ مجھے

ترکِ تعلقات نہیں ترکِ ربطِ دل
عاری ز لطف و مہر و وفا مت سمجھ مجھے

وہ طاہرہ کہاں ہے جو رونق تھی بزم کی
پہلا سا زندہ دل، بخدا مت سمجھ مجھے

○

کس کی یہ روشنی ہے جو شمس و قمر میں ہے؟
خوشبوئے زُلف کس کی، نسیم سحر میں ہے؟

وہ رات حادثات کی، صحرا وہ ہولناک
صدیوں کے بعد بھی وہی منظر نظر میں ہے

رنگیں یونہی نہیں، غمِ دوراں کی داستاں
اپنا لہو بھی سُرخیِ شام و سحر میں ہے

شہروں میں شانتی کا تصوّر بھی ہے محال
کیسا عذابِ روح یہاں شور و شر میں ہے

نقشِ قدم جہاں تیرے، میری جبیں وہاں
جنّت مری تو صرف تیری رہگذر میں ہے

ایک جال سا ہے، حفظِ مراتب کا چار سُو
کیا خاک زندگی کا مزہ، کرّ و فر میں ہے

نقشہ بدل ہی جائے لمحوں میں طاہرہ
تھوڑی سی دیر اور دُعا کے اثر میں ہے

○

مدد نہ مانگ، یہاں چارہ گر نہیں باقی
ہزار ظلم، کوئی داد گر نہیں باقی

خود اپنے گھر میں تھی ایک اجنبی، مگر محفوظ
برائے نام جو گھر تھا، وہ گھر نہیں باقی

قفس تو ٹوٹ گیا پھر بھی ہوں اسیرِ قفس
اڑان کیسے بھروں، بال و پر نہیں باقی

چہار سمت سے پتھراؤ اور میں تنہا
شکستہ سر ہوئی ایسی کہ سر نہیں باقی

نہ جانے کون سی منزل ہے منزلِ مقصود
سفر دراز، کوئی ہمسفر نہیں باقی

خدا نے طاہرہ تحفہ دیا قناعت کا
سُبک سُبک ہوں کہ اب مال و زر نہیں باقی

○

تیور ایسے کہ خفا ہو جیسے
خود بہ خود روٹھ گیا ہو جیسے

لب پہ اُس کے تھی کچھ ایسی لرزش
میرے مرنے کی دُعا ہو جیسے

اکثر ایسا مجھے محسوس ہوا
وہ مجھے کوس رہا ہو جیسے

بے نیازی کی ادا، کیا کہنے
بُت اک پتھر کا کھڑا ہو جیسے

طاہرہ، زخمِ زباں کیوں نہیں بھرنے پاتا
دل میں ایک تیر دھنسا ہو جیسے

○

○

کوئی بتلائے، آخر ہم کہاں ہیں؟
زمین و آسماں کے درمیاں ہیں؟

ہمارے نام سے جو تھے گریزاں
وہ ہم پر آج کل کیوں مہرباں ہیں؟

جوابِ جاہلاں باشد خموشی
خموشی میں عجب منظر نہاں ہیں

نہیں کچھ دھوپ اور بارش کا خدشہ
خدا رکھے سلامت سائباں ہیں

ہمارا بال تک بیکا نہ ہوگا ___!
ہمارے ساتھ ایسے نگہباں ہیں

اگر کھولیں زباں، ہو گی قیامت
یہی بہتر ہے سمجھو "بے زباں ہیں

سہے ہیں ہنس کے کتنے طنز کے تیر
ہماری اعلیٰ ظرفی کے نشاں ہیں

گئے تھے ڈھونڈھنے کعبہ میں اُن کو
صدا آئی، ارے ہم لامکاں ہیں

کدھر ہے طاہرہ، منزل، ٹھکانا
خلاؤں میں معلق، میہماں ہیں

○

○

وحشتیں کیوں اور بڑھ جاتی ہیں فرزانوں کے ساتھ
گر سکوں ملتا ہے کچھ دل کو، تو دیوانوں کے ساتھ

منزلت حرفِ وفا سے پوچھئے اس شمع کی!
جو فنا ہو جائے جل کر اپنے پروانوں کے ساتھ

گلستانوں میں نہیں باقی کہیں گل کی پھبن
رنگ و نکہت جا ملے اُڑ کر بیابانوں کے ساتھ

تھا مقدر ٹھوکریں، نا منصفی، ناقدریاں
آئے تھے دنیا میں ہم بھی کتنے ارمانوں کے ساتھ

دشمنی اُن کی بھیانک، دوستی آزارِ جاں
ربط رکھنا سخت نادانی ہے نادانوں کے ساتھ

آپ ہیں صبحِ بہاراں آپ روحِ ماہتاب
آپ کو کیا کام ہم جیسے پریشانوں کے ساتھ

فرق رہتا ہی نہیں اپنے پرائے میں ذرا
رشتے کچھ ایسے بھی ہو جاتے ہیں بیگانوں کے ساتھ

طاہرہؔ، اپنی سماعت پر نہ خود آیا یقیں
نام جب جوڑا گیا، رنگین افسانوں کے ساتھ

○

گم گشتہ ستارے کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے
بچھڑے ہوئے پیارے کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے

محفل میں بہاراں تھا، گلستاں میں گلِ تر
رنگین نظارے کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے

رو لیتا تھا تنہائی میں اوروں کو ہنسا کر
دُکھ درد کے مارے کو نظر ڈھونڈ رہی ہے

پرچھائیں سے بنتی تھی اماوس، کبھی شبِ ماہ
اُس نور کے دھارے کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے

دیتا تھا دلاسہ غمِ دوراں کی خلش میں
بے لوث سہارے کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے

تھا روپ میں انسان کے، کیا تھا نہیں معلوم
کیوں چھپ گیا؟ پیارے کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے

ہمدرد کہاں طاہرہ، اُس جیسا ملے گا
اُلفت کے شرارے کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے

○

کاش وہ خضر رہنما ہو جائیں
ٹوٹی کشتی کے ناخدا ہو جائیں

رند کے رند ہی رہیں اندر سے
خواہ وہ کتنے پارسا ہو جائیں

دل لرزتا ہے پاس جانے سے
کس طرح مل کے پھر جدا ہو جائیں

غمِ دوراں سمٹ نہیں سکتا
دردمندوں کی گر دوا ہو جائیں

کس سے سیکھیں منانے کا منتر
کیا کریں جب کہ وہ خفا ہو جائیں

حاصلِ زیست بس یہی ہے دوست
چار دن جی لیں اور فنا ہو جائیں

طاہرہ ہم وفا کا پیکر ہیں
ان کی مرضی، وہ بے وفا ہو جائیں

○

"کہتے تھے جسے رسم محبت نہیں رہی
اب دوست سے بھی کوئی شکایت نہیں رہی"

کیا دھجیاں اُڑی ہیں روایات عشق کی
افسانے بن گئے تو حقیقت نہیں رہی

اِک شخص کی کمی سے عجب رنگ ہو گیا
اِس زندگی میں جیسے مسرّت نہیں رہی

اچھا ہوا کسی نے فراموش کر دیا
برپا تھی دل میں جو وہ قیامت نہیں رہی

سرمایۂ حیات ہے میرا غمِ حیات
خوش ہوں، مجھے خوشی کی ضرورت نہیں رہی

اس درجہ دھوکے کھائے ہیں دنیا کے طاہرہ
دیگر فریب کھانے کی ہمّت نہیں رہی!

میں نے کیا اضافہ تھا حسن کے وقار میں
اُس نے بچھائے کانٹے میری رہگزار میں

آنکھیں ہوئیں جو چار تو کیوں رنگ اُڑ گیا؟
احساسِ جرم تھا نگہِ شرمسار میں

پھولوں کی بزمِ ناز میں افسردگی سی تھی
رنگِ خزاں بھی جیسے گھُلا تھا بہار میں

اب تک بچائے رکھا ہے اب بھی بچائے گا
مجھ کو یقیں ہے رحمتِ پروردگار میں

جس کے ملن کے راستے سب بند ہو گئے
ہے طاہرہ، وہ اب بھی میرے انتظار میں

○

یہ سوچا نہ تھا بے خبر جائے گا
تڑپتا مجھے چھوڑ کر جائے گا

نظر بھر کے دیکھا تو ہوگا ستم
وہ آنکھوں سے دل میں اُتر جائے گا

اگر تھم گئے میرے اشکِ رواں
سمندر کا دامن سکڑ جائے گا

عجب شخصیت ہے گلستاں بدوش
بہار آئے گی وہ جدھر جائے گا

اُسے روک لو، وہ اگر چل دیا
یہ شہر نگاراں، اُجڑ جائے گا

میرا حال اُس سے نہ پوچھو کبھی
میرا نام سُن کر، بگڑ جائے گا

یقیں ہے مجھے طاہرہ ایک دن
قلم میرا بھی، نام کر جائے گا

○

خود ہی ادائے خاص سے آیا، چلا گیا
کچھ بھی اتا پتہ نہ بتایا، چلا گیا

شرطِ وفا تو یہ تھی رہے زُلف کا اسیر
وعدہ مگر نہ اس نے نبھایا، چلا گیا

مُکتی نصیب ہو گئی بس ایک جست میں
دُنیائے دوں سے پیچھا چھڑایا، چلا گیا

بجلی کی تھی کڑک کہ تھا طوفان کا غرور
اِک خواب بن کے ہوش پہ چھایا، چلا گیا

بزمِ طرب میں مجھ کو کنکھیوں سے دیکھ کر
دیوانگی کا گیت سُنایا، چلا گیا

اخلاص یا عداوتِ دیرینہ مجھ سے تھی
یہ راز اُس نے مجھ سے چُھپایا، چلا گیا

دو چار جملے طاہرہؔ کیا زیرِ لب کہے
الفاظ کا معمّہ بنایا، چلا گیا

خود اپنے آپ میں ڈوبا ہوا لگے ہے کوئی
کسی خیال میں کھویا ہوا لگے ہے کوئی

اُڑی اُڑی سی ہے رنگت، نظر میں ویرانی
غموں کی آنچ میں تپتا ہوا لگے ہے کوئی

نہ جانے کون سا سمبندھ، کیا معمّہ ہے
مرے وجود پہ چھایا ہوا لگے ہے کوئی

وہ دُور دُور ہی رہتا ہے غیریت میں مگن
کبھی کبھی تو وہ جانا ہوا لگے ہے کوئی

کسی نے طاہرہ، پامال کر دیا ہوگا
یہ شہر جیسے اُجاڑا ہوا لگے ہے کوئی

○

نہ انتظار رہا، پھر بھی انتظار رہا
تمہارے وعدے کا اے دوست اعتبار رہا

کبھی نہ ٹوٹ سکا رشتہ، دُور رہ کر بھی
میرا وجود تو تم پر سدا، نثار رہا

سفر میں زیست کی تنہائیاں نہ تھیں حائل
رفیقِ راہ، ہمیشہ خیالِ یار رہا

میری نوا میں میری شاعری کی رنگت پر
سِوا تمہارے کسی کا نہ اختیار رہا

کئی گلاب کِھلے جب تمہارا نام لیا
لبوں پہ طاہرہ، افسانۂ بہار رہا

○

O

ایسے محوِ جستجو تھے، جستجو کرتے رہے
دشت میں گلشن میں اس کی آرزو کرتے رہے

جو گُلِ رعنا، نظر سے دُور تھا، جانِ بہار
ہم ہر اِک موسم میں اُس سے گفتگو کرتے رہے

ہو گئے تھے گُم، خیالِ یار میں کچھ اس طرح
بے خبر ہو کر نمازوں سے وضو کرتے رہے

تھا بہاراں کا، جنوں سے ربط کتنا استوار
ریگ زاروں میں بھی جشنِ رنگ و بو کرتے رہے

تمکنت اتنی، نہ لیتے تھے، سلامِ شوق تک
آج کیوں اظہارِ اُلفت، روبرو کرتے رہے

فن کی خدمت ایک عبادت، فن سے حُسنِ زندگی
شاعری کی نذر، ہم، دل کو لہو کرتے رہے

طاہرہ عُزلت نشینی بھی نہ راس آئی ہمیں
لوگ کیوں چرچے ہمارے کو بہ کو کرتے رہے

○

اگرچہ بے بضاعت، بے نوا ہوں
سبھی ٹوٹے دلوں کا آسرا ہوں

بھلا کیا دھمکیوں سے میں ڈروں گی
دہل جائے فلک ایسی صدا ہوں

محبت میری کمزوری ہے بے شک
میں دشمن کے بھی زخموں کی دوا ہوں

نہیں شاہوں کی خوشنودی کی قائل
فقیروں کی میں محتاجِ دُعا ہوں

تھی جن کی ٹھوکروں میں کج کلاہی
اُنہیں پُرکھوں کے گھر کا سلسلہ ہوں

میرا دل، بُغض و نفرت سے ہے خالی
خدا کے فضل سے اہلِ صفا ہوں

کسی کا دُکھ ہو، بن جاتا ہے میرا
کروں کیا طاہرہؔ؟ درد آشنا ہوں

○

سکوں پیرورکوئی مسکن نہیں ہے
کہاں جائیں، کہاں اُلجھن نہیں ہے

خدا کا فضل ہے، اُسکی عطا ہے
میرا فن، میرا ہے، اُترن نہیں ہے

دیارِ زیست میں کانٹے ہی کانٹے
کہیں گلزار کا دامن نہیں ہے

کبھی انداز خدّ وخال دیکھو
تمہارے گھر میں کیا درپن نہیں ہے؟

شکایت "غیر" سے کیوں غیریت کی؟
خود اپنوں ہی میں اپنا پن نہیں ہے

ہوا کرتے تھے بچّے بھولے بھالے
مگر بچوں میں اب بچپن نہیں ہے

کڑی تنقید تم پر کرنے والا
حقیقی دوست ہے دشمن نہیں ہے

پڑی ہیں کیاریاں سب خالی خالی
وہ پہلا سا حسیں آنگن نہیں ہے

سب ہی ہیں "جوڑے گھوڑے" کا نشانہ
ہراساں کون سی دلہن نہیں ہے؟

"فلیٹوں" میں نہیں لطف رہائش
وہ گھر کیا گھر جہاں آنگن نہیں ہے

یہ سچ ہے تپ رہی ہے مدتوں سے
ابھی تک طاہرہ، کندن نہیں ہے

○

○

دیا تھا ساتھ جس کا اُس نے ہی دی ہے دغا مجھ کو
خدایا شکر ہے کوئی نہ شکوہ یا گِلہ مجھ کو

غموں میں ہوا اضافہ، تھا یہی میرے مقدّر میں
ابھی مِلنا ہے باقی اور کچھ شائد سزا مجھ کو

میں تیرے بعد بھی زندہ رہوں جھیلوں غمِ فرقت
اگر تو دوست ہے میرا نہ دے یہ بد دُعا مجھ کو

کہیں یہ لالہ و گل اور کہیں خارِ مُغیلاں ہیں
تجھے، گلشن مبارک میری کانٹوں کی رِدا مجھ کو

نہ کر، باطل سے سمجھوتہ اگرچہ جان بھی جائے
یہی آتی ہے اکثر آسمانوں سے نِدا مجھ کو

ہوا کیا طاہرہ؟ چُپ چُپ ہو کیوں؟ آنکھوں میں کیوں سُرخی
زباں کھولو، سنبھالو دل، سناؤ ماجرا مجھ کو

○

کتنا سُندر تھا خواب پھولوں کا
ملی تعبیر، ہار، کانٹوں کا

کج ادائی کا جھٹکا، ایسا تھا
ہو گیا ٹکڑے، رشتہ برسوں کا

گاؤں کی ہائے وہ فضاء رنگیں
یاد آتا ہے کھیت سرسوں کا

فرحت افتراء ہوا "کھجولے" کی
کھینچ لیتی ہے بوجھ ذہنوں کا

غم بچھڑنے کا ہو گیا تازہ
حادثہ یاد آیا، زخموں کا

طاہرہ، اُن کی دید کی تجدید
دل میں ارمان تھا یہ برسوں کا

○

برسوں کے خواب، لمحوں میں نقشِ برآب ہوئے
روشن تھا جن سے دل، وہ غروبِ آفتاب ہوئے

میں چاندنی کی کھوج میں رستہ بھٹک گئی
جو ظلمتوں کی جان تھے، سب کامیاب ہوئے

دیکھا عجب تماشہ، نشیب و فراز کا
کل تک جو بے وقار تھے، عالیجناب ہوئے

کیسا ستم تھا، کیسی جفا، وقت کا کرم
کوثر تھا جن کا ارث، وہ محرومِ آب ہوئے

اندر کے بھید کھل گئے، غازہ اتر گیا
چہرے نقاب پوش کئی بے نقاب ہوئے

کرتا ہے بیٹھ پیچھے جو بدگوئی، زندہ باد
میرے گناہ دھل گئے، حاصل ثواب ہوئے

درویشی تھا پیام، مرا وصف طاہرہ
جو میرے ہمنشیں تھے، سب ہی فیضیاب ہوئے

○

تہمت لگانے والوں کو خوفِ خدا نہیں
احساسِ جرم، اُن کو کبھی بھی ہوا نہیں

حیرت ہے، سنگ و خشت ہیں سینے میں جاگزیں
کیسے یہ دل ہیں جن میں خلوص و وفا نہیں

سجدوں میں بھیک مانگی ہے امن و امان کی
صد حیف، مستجاب ہماری دُعا نہیں

اُلجھا ہوا ہے ذہن، کریں کس سے مشورہ
راہیں ہزار ہزار، کوئی رہنما نہیں

خود غرضیوں کے یوں تو نمونے ہیں چار سو
کہتے کسے ہیں پیار ہمیں تجربہ نہیں

قسمت میں جو لکھا ہے مشیّت کا حُکم ہے
کیا ہو سکے بشر سے، جب اُس کی رضا نہیں

جینا خود ایک جنگ ہے دنیا میں طاہرہ
کیونکر وہ جی سکے گا، جسے حوصلہ نہیں

پڑھا لکھا ہے، یہ ظاہر تھا اُس کی صورت سے
مجھے سمجھ نہ سکا اور مجھ ہی کو پڑھ نہ سکا

میرے خیال کی رفعت کو کیسے چھو پاتا؟
تھیں اتنی سیڑھیاں حائل، بیچارہ چڑھ نہ سکا

خود اپنے آپ میں اُلجھا ہوا تھا اِس درجہ
حصارِ ذات سے آگے ذرا بھی بڑھ نہ سکا

لگایا زور کئی حاسدوں نے حیرت ہے
میرے خلاف کوئی داستان گڑھ نہ سکا

رو [illegible] بد ظاہرہ، خط اُن کا ایک معمّہ تھا
زبان کیا تھی، بجز تیرے، غیر پڑھ نہ سکا

○

رنگ میرے خون کا باقی ہے نوکِ خار میں
لذّتِ صحرا نوردی، ثبت ہے کردار میں

زندگی جب بوجھ ہو، دنیا لگے کنجِ قفس
دل کو ملتی ہے تسلّی، دامنِ گلزار میں

اُس کی دُوری روح فرسا ہے مگر یادش بخیر
ایک ہی ہمدرد ہے اِس پُر جفا سنسار میں

چاند، تارے، کہکشاں، سب گوش بر آواز ہیں
ہے کشش کتنی بلا کی، داستانِ یار میں

کچھ لگاوٹ، کچھ رقابت کچھ عنایت کا سوانگ
کیسی کیسی خوبیاں ہیں، دشمنوں کے پیار میں

لاکھ چاہا طاہرہ، کوئی نہ سمجھے اپنی بات!
راز کھل جاتا ہے پھر بھی خود بخود اشعار میں

کیا ہو گیا کہ دل میرا لگتا نہیں کہیں
بہلانا لاکھ چاہا، بہلتا نہیں کہیں

اس پیکرِ خیال سے گہرا لگاؤ ہے
دکھلا کے ایک جھلک جو ٹھہرتا نہیں کہیں

خوش نامیوں کا بیڑا سمندر کی گود میں
ہو جائے تہہ نشیں، تو اُبھرتا نہیں کہیں

جب ذہن منتشر ہو گُلستاں کا کیا قصور
بگڑا ہوا مزاج، سنبھلتا نہیں کہیں

رسمِ وفا کے ظاہرہ دعوے ہیں کھوکھلے
کوئی کسی کے واسطے مرتا نہیں کہیں

○

اگر ہے خون رشتہ تو خوں بہانے دو
ہمارا پیار کا رشتہ ہے، ہار پھولوں کا
ضرر اُٹھائے، کسی کو ضرر نہ پہنچایا
یہی عمل تو رہا ہے سدا، رسولوں کا
وہ دیکھو بدلیاں چھائیں وہ بجلی لہرائی
ترانے چھیڑو کہ موسم ہے آیا پھولوں کا
سنائی دیتے ہیں مجنوں کے درد کے قصّے
فضائے دشت میں ہے زمزمہ ببولوں کا
وہ ہم نہیں جو ڈریں طاہرہ، زمانے سے
ہمیں ہیں تجربہ گرداب کا بگولوں کا

○

○

آج بھی درد سا نزدِ رگِ جاں باقی ہے
ذہن میں اُس سے بچھڑنے کا سماں باقی ہے

آئے گا ایک نہ ایک دن وہ ضرور آئے گا
مدّتیں بیت گئیں، پھر بھی گماں باقی ہے

دوستوں میں نہیں پہلی سی رفاقت کا چلن
وہ خلوص ہو گیا ایک خواب، کہاں باقی ہے؟

آج تک اُس کی نگاہیں ہیں میرے چہرے پر
جسم باقی نہیں، چشمِ نگراں باقی ہے

طاہرہ، موت کو کیوں اتنی ہے عجلت آخر
کچھ فرائض ہیں میرے، کارِ جہاں باقی ہے

○

○

اُنہیں کی مہک گلستانوں میں ہے
خیالوں میں ہے داستانوں میں ہے

ایک انمول ہیرا، سراپا خلوص
بہی خواہوں میں قدر دانوں میں ہے

ملاوٹ، بناوٹ، فریب و دغا
بڑا کھوٹا سودا، دکانوں میں ہے

زمیں پر میرے چرچے کافی نہ تھے
کہ تھا اب میری آسمانوں میں ہے

کہیں بھی میسّر نہیں وہ سکوں
بزرگوں کے جو آستانوں میں ہے

بھروسہ تھا جس پر کبھی ظاہرہ
لٹیرا وہی پاسبانوں میں ہے

○

تقاضہ تھا وفاداری کا شعلوں سے گزر جانا
اُسی کے ساتھ جینا اور اُسی کے ساتھ مر جانا

ابھی تو آئے ہو، بیٹھو، بھلا ایسی بھی کیا جلدی
بتاتے کیوں نہیں، آخر تمہیں ہے کس کے گھر جانا

رہے گزرے، سمے بیتے، نہ تم میں کوئی فرق آیا
وہی عادت پرانی، وعدہ کرنا اور مکر جانا

کسی بھی قافلے والے کو، شک کی تھی نہ گنجائش
جو تھا شبخون کا ماہر اُسی کو راہبر جانا

بڑی دشواریوں سے طاہرہ، ملتی ہے یہ منزل
نہیں آساں کسی کے خانۂ دل میں اُتر جانا

○

○

ہو گئی عادت، پھر بھی تو، اس طرح عیّاری نہ کر
روبرو تمجید، پیچھے، تلخ گفتاری نہ کر

جو بھی دل میں دفن ہے چہرہ ہے اُس کا آئینہ
دوستی کے ڈھونگ میں ناٹک کی تیاری نہ کر

اِدّعائے دوستی گر ہے، تو، یارِ مہرباں
دوست کا دشمن جو ہے اُس کی طرفداری نہ کر

کتنے پانی میں ہے تو کتنی ہیں باتیں دلفریب
ہوشیاری دیکھ لی، اب اور ہشیاری نہ کر

سر پھرا، کہہ کر ہنسیں گے لوگ تیرے حال پر
رعب تیرا، جم نہیں سکتا ہے سرداری نہ کر

پاک، پاکیزہ فضائیں رہ، ہوس کو ترک کر
رہزنوں، مجرم مزاجوں سے کبھی یاری نہ کر

بغض و کینہ خواہ مخواہ اہلِ صفا سے کس لئے
ڈر خدا سے طاہرہ، مشقِ گنہگاری نہ کر

○

یورشِ رنج والم میں مسکرانا ہے پسند
دل پہ جو گزری ہے دنیا سے چھپانا ہے پسند

شب کی خوابیدہ فضا میں، کہکشاں کی چھاؤں میں
اُن کے قصّے اُن کی باتیں یاد آنا ہے پسند

ضبطِ غم کا حوصلہ بھی، ہمّتِ مرداں بھی ہے
پھر بھی تنہائی میں کچھ آنسو بہانا ہے پسند

ذہن پر جب ہو تناؤ، اور دل پر بوجھ ہو
عالمِ وحشت میں غزلیں گنگنانا ہے پسند

طاہرہ کب پوچھتی ہے آپ سے کوئی سوال
جھوٹی سچّی کس لئے باتیں بنانا ہے پسند

○

کبھی نہ ہاتھ ملائیں گے ہم پھر ملانا پڑا
ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ہار جانا پڑا

بجز فریب نہ تھا کچھ رسیلی باتوں میں
یہ جانتے ہوئے دل کو فریب کھانا پڑا

قفس میں رنگ جمانا ہمارا مقصد تھا
قفس میں رہ کے اڑانوں کے گیت گانا پڑا

بہت تھا دلکش و مہماں نواز ملکِ حبیب
پھر اپنے شہر میں آخر پلٹ کے آنا پڑا

ہمیں تو طاہرہ آتا ہے 'خول' میں رہنا
فسانۂ غمِ ہجراں مگر سنانا پڑا

○

مِٹ گئی رسمِ وفا، یہ بھی کوئی بات ہوئی
ہر کوئی اہلِ جفا، یہ بھی کوئی بات ہوئی

جس کی یادوں کو لگائے تھے صدا سینے سے
وہ بھی ہے آج خفا، یہ بھی کوئی بات ہوئی

ایسے اک شخص کو جو نکہتِ گُل سا ہے لطیف
لوگ کہتے ہیں بُرا، یہ بھی کوئی بات ہوئی

دل گیا، کیف گیا، حسرت و ارمان گئے
کچھ بھی باقی نہ رہا، یہ بھی کوئی بات ہوئی

عمر بھر جور ہی سہنا تھا لکھا قسمت میں
کیا نہیں اپنا خدا، یہ بھی کوئی بات ہوئی

طاہرہؔ، بھول کے اُس نے نہ کبھی یاد کیا
اِس قدر سخت سزا، یہ بھی کوئی بات ہوئی

○

پژمردۂ خزاں تھے مگر ہم جدھر گئے
نقشِ قدم پہ پھول ہزاروں بکھر گئے

راہوں میں خار زار تھے پتھر تھے آگ تھی
منزل کی دُھن میں قافلے والے گزر گئے

منظر بدل چکے تھے دیارِ حبیب کے
دروازے بند بند ملے جس کے گھر گئے

ایسی بھی ایک نظر تھی کسی کی گرہ کُشا
سب اُلجھنیں سُلجھ گئیں، گیسو سنور گئے

ہم وہ نہیں جو رُخ پہ ہواؤں کے چل پڑیں
چٹان بن کے زیست کے طوفاں میں اڑ گئے

کیا راز تھا نہ کھل سکا حیرت کا ہے مقام
ڈر نے جو میرے قتل کے تھے خود ہی ڈر گئے

شہرت پسند رہ گئے گمنام ہو کے کیوں؟
گمنام رہ کے طاہرہؔ ہم نام کر گئے

مجھے بھی ضد ہے سدا مثلِ آفتاب رہوں
نقاب پوش رہوں یا کہ بے نقاب رہوں

دلوں میں اہلِ قلم کے رہے مقام میرا
زہے نصیب اگر صاحبِ کتاب رہوں

نہ ڈگمگائیں قدم راہ کی صعوبت میں
میں جو بھی عزم کروں اس میں کامیاب رہوں

وفا شعار بھی ہوں شیفتہ بھی، حلقہ بگوش
نگاہِ دوست میں کیوں موردِ عتاب رہوں

مجھے تو پیار ہے انسانیت کے ر
برائے تشنہ لباں کاش جامِ آب رہوں

نہ دَیر میں ہے ٹھکانہ میرا نہ کعبہ میں
ذرا بتائیے آخر کہاں جناب رہوں؟

کہیں بھی طاہرہ ملتا نہیں نشاطِ سکوں
خود اپنے واسطے کب تک یونہی عذاب رہوں

○

مسکرانا ہے غم چھپانے کو
یہ فسانا نہیں سنانے کو

روٹھ جانا ہمیں بھی آتا ہے
اب نہ آئیں گے ہم منانے کو

چند احباب وقف ہیں گویا
صرف ہماری ہنسی اُڑانے کو

پیار کا راز آپ کیا جانیں
پیار ہوتا نہیں دِکھانے کو

دل گلستاں میں اب نہیں لگتا
چلیے صحرا میں خاک اُڑانے کو

صبر کا امتحاں کہاں تک دیں
صبر آتا نہیں زمانے کو

طاہرہ، ڈوبنے کو تھی کشتی
دستِ غیب آگیا بچانے کو

○

تلاطم گر نہ ہو، کیا زندگی ہے
بڑی وحشت اثر، آسودگی ہے

سمندر کی ہے رونق جوشِ طوفاں
گرج، شورش، یہی اس کی ہنسی ہے

زمانہ آزماتا ہے ابھی تک
کوئی بتلائے ہم میں کیا کمی ہے؟

جسے چاہے اُسے گرویدہ کر لے
نگاہِ دوست میں جادوگری ہے

نہ ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا یہ بندھن
قیامت تک ہماری دوستی ہے

کسی کی دستگیری، جُرمِ سنگیں
مروّج آج کل محسن کُشی ہے

سیاست سے بھلا کیا ربط، رشتہ
مزاجِ طاہرہ میں شاعری ہے

○

زندگی اپنی بسر کیسے کروں
قیدِ بے معیاد میں کیونکر جیئوں

میری منّت ہے کہ جب تجھ سے ملوں
اپنے اشکوں سے تیرا دامن بھروں

شومئ قسمت کی کڑوی داستاں
سُننے والا کون ہے کس سے کہوں؟

پنچھیوں پر رشک آتا ہے مجھے
کاش ان کے ساتھ میں بھی اُڑ سکوں

خود بخود دامن ہوا جاتا ہے چاک
طاہرہ، ہے آمدِ فصلِ جنوں

○

○

کیسے سناؤں طاہرہ، طوفانی داستاں
ویران کس طرح ہوا گلشن میں آشیاں

رہ کر قریب ہو کے بھی ہم کٹ کے رہ گئے
یہ تلخ تلخ فاصلے کیوں آئے درمیاں

تیری رفاقتوں کی قسم، قیدِ غم میں ہوں
تجھ سے بچھڑ کے زندگی، ایک سخت امتحاں

بے ناخدا، خدا پہ بھروسہ کئے ہوئے
کشتی تھپیڑے کھاتی ہوئی ہے رواں دواں

تجھ کو تھا مجھ پہ ناز، میں تعبیرِ خواب تھی
کیا اب بھی یاد آتی ہوں اے میرے قدرداں

تو نے سبھی بلایا مگر میں نہ آسکی
مجبوریوں نے ڈال دیں پیروں میں بیڑیاں

○

وصالِ روح ہے امکان لب کشائی کیا
کسی عدو کی کسی غیر کی رسائی کیا

بہار راہ میں ہے خیر ہو گریباں کی
خبر یہ بادِ صبا نے مگر سنائی کیا

نہ آشیاں کی تمنّا نہ آرزوئے چمن
قفس نصیب کو، اب مژدۂ رہائی کیا

برائے نام تو، یوسفؑ کے گیارہ بھائی تھے
ہر ایک خون کا پیاسا تھا، ایسے بھائی کیا

ہے ایک ہاتھ میں تسبیح دوسرے میں کچھ اور
یہ میکدہ ہے یہاں وضع پارسائی کیا

اگر ہے طاہرہ، جوہر تو کھل ہی جائے گا
سخن کی بزم میں خود بینی، خودستائی کیا

○

چھلکتے خوابوں کی تعبیر مل گئی ہوگی
ہماری ہی کوئی تصویر مل گئی ہوگی

پرانی یادیں ابھر آئی ہوں گی بن کے حباب
پرانی جب کوئی تحریر مل گئی ہوگی

نہ جانے آپ کو آنے سے کس نے روکا تھا
رہِ حیات میں زنجیر مل گئی ہوگی

جلا گئے ہیں مگر روشنی دکھاتے رہے
ازل سے شمع کی تقدیر مل گئی ہوگی

بہ شکلِ شعر کئی زخم ہو گئے ہیں عیاں
غمِ فراق کی تفسیر مل گئی ہوگی

سلامت آپ کی نیندوں کا لطف و کیف و خمار
دعائے نالۂ شب گیر مل گئی ہوگی

زباں پہ ان کے ہے پھر طاہرہ، ہمارا نام
کہاں سے آہ کو تاثیر، مل گئی ہوگی

○

بیسویں صدی کے ہم شاعر پریشاں ہیں
مسئلوں میں اُلجھے ہیں فکر و غم میں غلطاں ہیں

ڈوب کر اُبھر آئے موت سے گلے مل کر
اپنی سخت جانی کے خود ہی ہم نگہباں ہیں

ہم تو ٹھہرے دیوانے ہم تو ٹھہرے صحرائی
اہلِ فہم و دانش کے چاک کیوں گریباں ہیں؟

کب حساب مانگا تھا آپ کی جفاؤں کا
کیوں جھکی جھکی آنکھیں کس لئے پشیماں ہیں

سب کے ہم رہے اپنے، کون ہے مگر اپنا؟
ڈھونڈتے ہیں اپنوں کو ہم بھی کتنے ناداں ہیں

طاہرہ، زمانے کی کرتوتوں کا کیا کہنا
ہوں گے یہ بھی ویرانے آج جو گلستاں ہیں

دھوپ کی حدّت ہے سر پہ اور لمبا راستہ
ایک شکستہ حال چھتری تھی، سو وہ بھی اب نہیں

رات دن بڑھتی ہوئی آبادیوں کا ہو بھلا
شہر میں جو جھیل نیلی تھی، سو وہ بھی اب نہیں

دُھندلے دُھندلے پڑ گئے ماضی کے سب نقشِ جمیل
یاد بچپن کی سنہری تھی، سو وہ بھی اب نہیں

بُوجھنے کی کوششوں میں کس قدر آتا تھا لُطف
شخصیت اُن کی پہیلی تھی، سو وہ بھی اب نہیں

گھِر گئی ہے ساتھیوں کے مسئلوں کی بھیڑ میں
طاہرہ خوش تھی اکیلی تھی، سو وہ بھی اب نہیں

O

بے سبب جو درپئے آزار تھے
ہر مدد کو ان کی ہم تیار تھے

ہم تو اُن کے بھی بہی خواہوں میں ہیں
جن کی آنکھوں میں ہمیشہ خار تھے

زندگی میں ایسے ساتھی بھی ملے
تھے بظاہر دوست، پر عیّار تھے

آئے وہ بہرِ عیادت وقتِ نزع
یوں تو ہم سے دُور تھے بیزار تھے

دوسروں کو فیض پہنچا کر نہ پایا اجرِ خیر
طاہرہ، ایسے بھی کچھ احبابِ خوش رفتار تھے

O

○

دِل مانتا نہیں ہے کہ ہم سے خفا ہو تم
تفسیرِ التفات ہو، اہلِ صفا ہو تم

ناراضگی کہاں ہے تمہارے مزاج میں
دامانِ کوہسار کی ٹھنڈی ہوا ہو تم

پوجا تمہاری کر کے بھی درشن نہ مِل سکے
جس تک نہ ہم پہنچ سکیں ایسے خدا ہو تم

یادیں تمہاری باعثِ تسکین ہیں مگر
اب تک سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ کیا ہو تم

تم بن نہیں ہے کوئی بھی غمخوار طاہرہؔ
ٹوٹے ہوئے وجود کا ایک آسرا ہو تم

○

○

قرار لے کے دلِ بے قرار میں آؤ
ہے انتظار بہت، انتظار میں آؤ

جو آسکو نہ شبِ ماہ کے اُجالوں میں
اندھیری صبح کے گہرے غبار میں آؤ

تمہارے بن نہیں رونق گلوں کی محفل میں
بہار آئی ہے، جشنِ بہار میں آؤ

بُتوں کے در سے ملے گا نہ کچھ بھی مانگے سے
پلٹ کے رحمتِ پروردگار میں آؤ

نسیم ان کو یہ پہونچا دے طاہرہ کا پیام
کبھی تو غمکدۂ خاکسار میں آؤ

○

○

مئے اُلفت کا پھر سے جام آئے
کاش اُن کا کوئی پیام آئے

چاہنے والے اُن کے ہیں لاکھوں
کیوں ہمارا نہ اُن میں نام آئے؟

جان لیوا تھی محفل رنگیں!
دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام آئے

دشمنی کیجئے نہ دشمن سے
کیا خبر، ایک دن یہ کام آئے

صدی اکیسویں ہے سر پہ کھڑی
پاک، پاکیزہ، ایک نظام آئے

وہ جو آئے، بہاریں ساتھ آئیں
'برندابن' میں جیسے شیام آئے

طاہرہ، کب سے منتظر ہے نظر
تیرگی میں، مہِ تمام آئے

○

گلُ و بُلبل کا وہ رنگین چمن یاد آیا
حافظ و سعدیؔ کی غزلوں کا وطن یاد آیا

ریشمی صبحِ بہاراں کے حسیں دامن میں
"بزمِ گلزار" کا ایک شیریں دہن یاد آیا

نیم وا غنچۂ نرگس کے تبسّم میں نہاں
تیری دُزدیدہ نظر تیرا چلن یاد آیا

دردِ ماضی کی کسک ذہن میں اُبھری جب بھی
آرزوؤں کا اُمیدوں کا کفن یاد آیا

تیری تصویر ہے موجود مگر تو ہی نہیں
تیرا تیکھا سا وہ اندازِ سخن یاد آیا

اب تو یہ حال ہے آنکھوں میں نہیں طاقتِ دید
تجھ سے ملنے کی تھی کس درجہ لگن یاد آیا

باغِ فردوس میں بھی دل نہ لگا دل نہ لگا
طاہرہؔ سچ یہ ہے رہ رہ کے دکن یاد آیا

○

دل سے رخصت ہر کدورت ہو گئی
دشمنوں سے بھی محبت ہو گئی

زندگی، کہتے تھے جس کو خار زار
داستانِ رنگ و نکہت ہو گئی

چھا گئیں یوں روح پر ہمدردیاں
لفظِ نفرت ہی سے نفرت ہو گئی

آگ کی دنیا تھی جو دنیا وہی
آپ کے آنے سے جنّت ہو گئی

اِک سراپا ناز نے کیا کر دیا
بزم میں برپا قیامت ہو گئی

بے سبب مجھ خستہ جاں سے کس لئے
چند لوگوں کو عداوت ہو گئی

اب ہدف بننے سے میں خائف نہیں
طاہرہ، زخموں کی عادت ہو گئی

○

کیا خبر تھی کہ پھر نہ دیکھیں گے
کاش جی بھر کے دیکھ لیتے ہم

ہو کے اِنساں، زباں کھُل نہ سکی
بات کرتے ہیں پتّھروں کے صنم

یاد آتے ہو یاد آؤ گے
بھول سکتے نہیں، خدا کی قسم

تم سے رشتہ بڑا مقدّس تھا
خوش نصیبی بھلا یہ تھی کچھ کم

تم ہمارے تھے قدر داں مشہور
تھا ہمارے لئے تمہارا قلم

یہ بھی کیسی ستم ظریفی ہے
بِن تمہارے بھی جی رہے ہیں ہم

طاہرہ، زندگی اسی کا نام
مُسکراہٹ لبوں پہ، پلکیں نم

○

ایک چٹان بن کے جینا ہے
زندگی سے مقابلہ ہے میرا

دشمنوں سے بھی دوستی دل میں
دیکھئے کیسا حوصلہ ہے میرا

آپ ہی آپ ہیں تصوّر میں
آپ ہی سے معاملہ ہے میرا

دوریاں دُور کر نہیں سکتیں!
یادِ ماضی سے رابطہ ہے میرا

سخت جانی ہے میں ہوں اور طوفاں
کس قدر سخت مرحلہ ہے میرا

کیوں کروں وقت محفلوں میں تلف
خود سے پہروں مکالمہ ہے میرا

جو مشیّت ہو، وہ قبول مجھے
طاہرہؔ اب یہ فیصلہ ہے میرا

○

بچھڑ کر تجھ سے پلکوں میں نمی ہے
بھری دنیا میں کیوں تیری کمی ہے

تو ہی اک میرا سچّا قدرداں تھا
تجھ ہی سے شخصیت میری بنی ہے

ترے فیضِ نظر کا تھا کرشمہ
مجھے لوگوں میں جو شہرت ملی ہے

مری تنہائیاں بھی انجمن ہیں
تری یادوں سے میری دوستی ہے

نبھائے جا اُسے نعمت سمجھ کر
نشاطِ غم سے بڑھ کر کیا خوشی ہے؟

خدا معلوم کیا کیا ہے بھگتنا
صدی اکیسویں سر پر کھڑی ہے

لگے ہے جیسے برسوں کا شناسا
اگرچہ طاہرہؔ وہ اجنبی ہے

○

میری شائستگی، وہ کیا سمجھتا
اناڑی، ناسمجھ اور خود نما تھا

ہمیشہ مسکراتے ہی گزاری
اگرچہ دل میں اک کہرام سا تھا

لگا کر ٹھیس کیوں میری "انا" کو
خیالوں میں کوئی خوش ہو رہا تھا

یہی قسمت میں تھا فرقت ہی فرقت
مسلسل فاصلوں کا سلسلہ تھا

تلاطم میں ہے کشتی زندگی کی
کہاں گم ہو گیا جو ناخدا تھا

بھرم رکھا ہے میں نے بے وفا کا
زباں کھولی نہیں، پاسِ وفا تھا

نمازِ نیم شب میں اُس کو پایا
جو ہنگاموں میں دن کے چھُپ گیا تھا

کہیں بھی چین سے ٹِکنے نہ پائی
مرے ہمراہ، دائم زلزلہ تھا

سمندر میں غموں کے پھنس گئی تھی!
اُبھر آئی، یہ میرا حوصلہ تھا

جو دیکھا مُڑ کے میں نے اپنا ماضی
حسیں خوابوں کا ایک ملبہ پڑا تھا

خبر لیتا نہیں کیوں طاہرہؔ آج
دلاسا مجھ کو جو دیتا رہا تھا

○

کیا ہے تیری رضا نہیں معلوم
ہونے والا ہے کیا نہیں معلوم

رہنمائی کے دعویدار بہت
کون ہے رہنما نہیں معلوم

کھولتے نامہ دل دھڑکتا ہے
خط میں کیا ہے لکھا نہیں معلوم

ہر گھڑی انتظار ملنے کا
آئے گی کب قضا نہیں معلوم

دیکھ کر ان کو ہو گئے گم صُم
کیا ہے یہ ماجرا، نہیں معلوم

سر نہ جھکتا تھا بُت کے قدموں میں
کیوں ہوئی یہ خطا نہیں معلوم

یک بیک آنکھیں پھر اُمنڈ آئیں!
طاہرہ! کیا ہوا نہیں معلوم

○

ہے پوچھنا اللہ سے کیوں اے میرے اللہ
بھٹکانے کو انسان کے شیطان بنایا؟

دلکش تھا بہت آپ کا اندازِ تجاہل
نظریں جو ملیں، نظروں کو انجان بنایا

صحرا کی کشش ایسی تھی گھر میں نہ لگا دل
جب تک نہ اسے خانۂ ویران بنایا

بچپن سے ہیں شمشیر و تفنگ اپنے کھلونے
دھمکی نے کسی کی نہ ہراسان بنایا

کچھ ایسا سہارا ملا اللہ کے ڈر سے
ہر خوف [illegible] خوف ایک انسان بنایا

جتنا بھی کروں فخر میں قسمت پہ بجا ہے
ایک شخص کے دل کا مجھے ارمان بنایا

ہو کس کا گلہ طاہرہؔ خود میری تھی لغزش
اُس دشمنِ ایماں کو مہمان بنایا

○

وہ تو خود، قدرت کا ایک شہکار تھا
علم و دانش، فکر کا معمار تھا

اُس کی شخصیت "ہمالہ" سے بلند
اہلِ دل کا قافلہ سالار تھا

اپنی قسمت پر مجھے آتا ہے رشک
ایک عظیم ہستی کو مجھ سے پیار تھا

کھلکھلا دیتا تھا خفگی پر میری
روٹھ جانا کس قدر دشوار تھا

قہقہہ تھا ہر شکایت کا جواب
اس سے کچھ شکوہ، گِلہ بیکار تھا

آج ہے ویران کیوں آنگن میرا
کل جہاں پھولوں کا ایک انبار تھا

پونچھ دیتا تھا میری آنکھوں سے اشک
طاہرہ، وہ دوست کیا غمخوار تھا

○

دل پہ جو بیتی وہ خارج زِ بیاں ہے اے دوست
ہر نفس تلخیِ دوراں کی زباں ہے اے دوست

نہ خلوص اور نہ مروّت نہ وضعداری کا پاس
جسے انسان کہا جائے، کہاں ہے اے دوست

لطف کیا جینے میں جب دوست ملے تیغ بکف
زیست بے رنگ سا، ایک خالی مکاں ہے اے دوست

کتنی ظالم یہ حقیقت ہے کروں کیسے قبول!
پیار، کہتے ہیں جسے وہم و گماں ہے اے دوست

اعتبار اٹھ چلا، خود اپنی بھی سچائی کا
چار سو، جھوٹ کا ایک ایسا سماں ہے اے دوست

صدی اکیسویں لائے گی کوئی مژدۂ نو ــــ؟
کیا کسی گوشے میں دنیا کے اماں ہے اے دوست

قرب سے تیرے ملی عزّت و وقعت ورنہ
طاہرہ، بجھتے چراغوں کا دھنواں ہے اے دوست

○

کبھی خوشیوں کی دھنک میرے یہاں کبھی لاؤ
اپنے قدموں کے نشاں میرے یہاں بھی لاؤ

میرا آنگن تو ہے اُجڑا ہوا گُلشن کب سے
اپنے ہمراہ، وہ پھولوں کی دُکاں بھی لاؤ

کنجِ عزلت میرا بن جائے گا بزم رنگیں
لب پہ غزلیں لئے افکارِ جواں بھی لاؤ

کیوں چھپا رکھا ہے خنجر، ہے کسے زیست عزیز
ہاتھ تم شوق سے نزدِ رگِ جاں بھی لاؤ

شعر کہنا ہے الگ، شعر سُنانا ہے الگ
طاہرہ، دلکشیٔ طرزِ بیاں بھی لاؤ

○

ایک نہ ایک دن وہ قتل کر دے گا
پھر بھی کیوں اعتبار ہے اُس پر؟

آئینہ کوئی دیکھتا ہی نہیں
کیسا گرد و غُبار ہے اُس پر

جو چمن تھا خزاں سے پژمردہ
چھائی کیسی بہار ہے اُس پر

جس نے دنیا گرا دی نظروں سے
فضلِ پروردگار ہے اُس پر

دل تھا اک ادھ کھِلا گلاب کبھی
طاہرہ، غم کا بار ہے اُس پر

○

ملنا بھی سزا، اُن سے بچھڑنا بھی سزا ہے
اس درد کا کیا ہو کہ نہیں جس کی دوا ہے

باطل کی سرفرازی و لب تشنہ صداقت
دنیا میں جدھر دیکھو اُدھر کرب و بلا ہے

پابند وفا ہوتے تھے ماضی میں کچھ انساں
سچا تھا کبھی عشق، بزرگوں سے سُنا ہے

پھیلاتے رہے روشنی ہم دل کو جلا کر
خود گھر گئے تاریکی میں حاصل یہ ہوا ہے

خاموشی کی لذت کو گنوا بیٹھا میرا شہر
سڑکوں پہ، مکانوں میں فقط شور بپا ہے

فنکار کوئی طاہرہ ہوگا کہیں بے خواب
یہ پچھلے پہر بانسری کی کیسی نوا ہے

○

ذرا گہرا اندھیرا ہو گیا ہے
شبِ غم کا سویرا ہو گیا ہے

رہا جب تک رہا وہ دوسروں کا
فنا کے بعد میرا ہو گیا ہے

بلا کا ہے تیری چتون میں جادو
جسے دیکھو وہ تیرا ہو گیا ہے

جہاں میں نے بنایا تھا نشیمن
اب اوروں کا بسیرا ہو گیا ہے

بڑی پُر کیف تھی تاروں کی محفل
اچانک کیوں سویرا ہو گیا ہے

مرا گھر طاہرہؔ، گلشن کا گوشہ
غمِ دوراں کا ڈیرا ہو گیا ہے

O

داستاں پریوں کی راتوں میں سُنا کرتے تھے
دن میں معصوم خیالوں میں رہا کرتے تھے

کیسی خوش فہمی تھی، کس درجہ بھروسہ تھا ہمیں
دل ہی دل میں اُنہیں ہم، اپنا کہا کرتے تھے

یہ تو معلوم نہ تھا، دردِ محبّت کیا ہے
اجنبی شخص کا بس، نام لیا کرتے تھے

ہائے وہ دوست، وہ شاموں کی بہاریں ہیں کہاں؟
ساتھ مِل بیٹھ کے جب چائے پیا کرتے تھے

ان کی آواز پہ ہم جاتے تھے بیخود، لیکن
سامنے آئیں تو مُنہ ڈھانپ لیا کرتے تھے

ڈبڈبا جاتی تھیں کیوں آنکھیں کسی غم کے بغیر
آج شک ہوتا ہے ہم پیار کیا کرتے تھے

جھانک لیتے تھے ذرا پردہ کے اندر سے کبھی
اور پھر اُن سے تصوّر میں مِلا کرتے تھے

تھا عجب ولولہ انگیز، لڑکپن کا دماغ
مثلِ شاہیں، بلندی پہ اُڑا کرتے تھے

طاہرہ، آج خود اپنے پہ ہنسی آتی ہے
یاد ہے؟ ہجر کے ماروں پہ ہنسا کرتے تھے

○

خوابوں ہی میں آتے ہو، پتہ کیا نہیں معلوم
کیوں خط نہیں لکھ سکتے، پتہ کیا نہیں معلوم

لوگوں سے نہ پوچھا کرو احوال ہمارا
ہم جیسے فقیروں کا پتہ کیا نہیں معلوم

راہیں بھی وہی گھر بھی وہی کچھ نہیں بدلا
ہر موڑ سے واقف ہو، پتہ کیا نہیں معلوم

بھیجو کوئی پیغام، نسیم سحری سے
دکھ درد کے ماروں کا پتہ کیا نہیں معلوم

یہ کیسی ادا، کیسی جفا، کیسا تغافل
بھولے سے چلے آؤ، پتہ کیا نہیں معلوم

○

○

آج ویرانے جو ہیں کل گلستاں ہو جائیں گے
انقلاب ایسے بھی زیرِ آسماں ہو جائیں گے

ڈولتی کب تک رہے گی کشتیِ عمرِ رواں
"دیکھتے ہی دیکھتے ہم داستاں ہو جائیں گے"

ٹھنڈے ٹھنڈے میٹھے میٹھے دھیمے دھیمے انکے بول
ہم نے سوچا بھی نہ تھا، آتش فشاں ہو جائیں گے

بامِ شہرت پہ چڑھایا جائے گا جب اپنا نام
وہ جو تھے نا مہرباں اب مہرباں ہو جائیں گے

ان سے ملنے کی کوئی صورت نہ ہو گی عمر بھر
زندگی میں فاصلے یوں درمیاں ہو جائیں گے

روکھے سوکھے خارِ صحرا کیا نہیں حقدارِ حُسن؟
جب بہار آئے گی یہ بھی گلفشاں ہو جائیں گے

طاہرہ، حیرت زدہ ہوں دیکھ کر منظر عجیب
لوٹنے والے امیرِ کارواں ہو جائیں گے

○

افسوس تیرا دل بھی مجھے توڑنا پڑا
سرمایۂ نشاط سے مُنہ موڑنا پڑا

مجبوریوں نے اس طرح گھونٹا میرا گلا
تیرا حسیں خیال مجھے چھوڑنا پڑا

تجھ سے بچھڑ کے لب پہ نہ آئی ہنسی کی لہر
ہر دردِ وغم سے رشتہ مجھے جوڑنا پڑا

ساتھی ملے ہیں ایسے کہ اللہ کی پناہ
پتھر کے ساتھ اپنا ہی سر پھوڑنا پڑا

وہ خواب تھا سراب تھا کیا تھا خبر نہیں
اس کے قریب ہو کے اسے چھوڑنا پڑا

○

یہ کیسا ستم، زُلف کے خَم ٹُوٹ رہے ہیں
فرہاد کے مجنوں کے بھرم ٹوٹ رہے ہیں

کیوں لوگ جنم دن پہ دیا کرتے ہیں تحفے
ہر سانس کے ہمراہ جب ہم ٹوٹ رہے ہیں

پتھریلا سفر، زیست کا کس طرح کریں طے
دم پھول رہا ہے تو قدم ٹوٹ رہے ہیں

کس موڑ پہ لے آیا ادیبوں کو زمانہ
اوراق، پریشاں ہیں قلم ٹوٹ رہے ہیں

بوچھاریں تیروں کے بھی جیتے رہے ہنس کر
اب طاہرہ، کتنا سہیں ہم ٹوٹ رہے ہیں

○

آبادیوں سے دُور، ایک ویرانہ چاہیئے
ہمسائیگی کے واسطے، دیوانہ چاہیئے

اپنوں میں قدرِ مشترک مِلنا محال ہے
ہم فکر و ہم خیال سا، بیگانہ چاہیئے

جس دل میں بس گیا ہو جمالِ رُخِ حبیب
کعبے کا ہے لزوم نہ بتخانہ چاہیئے

یکطرفہ ہی نہیں ہے یہ جوش و خروشِ وصل
خود شمع کو بھی صحبتِ پروانہ چاہیئے

ایک روز اُن کی بزم میں مل جائیگا مقام
تھوڑا سا عزم و جرأتِ رندانہ چاہیئے

جنّت کی آرزو نہ جہنّم کا کوئی خوف
سرشار میکشوں کو تو، میخانہ چاہیئے

دل اوب گیا ہے طاہرہ، جاہ و شکوہ سے
اب زندگی میں طرزِ فقیرانہ چاہیئے

○

اُٹھو، ورودِ بہاراں کا اہتمام کرو
قدم قدم پہ چراغاں کا انتظام کرو

ڈرا رہا ہے زمانہ ڈرانے دو لیکن
گلوں کا فرش بچھاؤ تم اپنا کام کرو

جو پیار میں ہے کشش وہ کہاں ہے نفرت میں
عدو بھی سامنے آئے اگر، سلام کرو

دلوں کا توڑنا آساں ہے کچھ کمال نہیں
جو ہو سکے تو کسی سنگدل کو رام کرو

خلوص بانٹو، محبّت کے پھول بکھراؤ
خدا کے واسطے بندوں کا احترام کرو

نہ بھید بھاؤ رہے شیخ اور برہمن کا
وطن کو طاہرہ، اِس طرح شاد کام کرو

○

زندگی، مایا جال ہے اے دوست
دنیاداری، وبال ہے اے دوست

آہیں بھرتے تھے تم کسی کے لئے
اب وہ اگلا سا حال ہے اے دوست

چار سُو پہرے، توپیں، سنگینیں
تم سے مِلنا محُال ہے اے دوست

دوست سے دوست کو جُدا کرنا
دشمنوں کی یہ چال ہے اے دوست

آفتِ جاں، بھیانک ایجادیں
آدمی کا زوال ہے اے دوست

شہرِ آلودہ کی گھُٹن، توبہ
سانس لینا، کمال ہے اے دوست

خواب میں آئے بعد مدّت کے
کیا یہ فرخندہ فال ہے اے دوست؟

میری نظروں میں کربلا کی زمیں
آج تک لال لال ہے اے دوست

تیرے بن چاندنی میں کچھ بھی نہیں
تیرے بن دل نڈھال ہے اے دوست

یادِ ماضی کبھی ستاتی ہے؟
طاہرہ کا سوال ہے اے دوست

○

کیسی چاہت تھی کہ وہ غیر کے دیوانے رہے
گرچہ دنیا کی نظر میں میرے پروانے رہے

کیوں میرے کلبۂ احزاں میں چلے آئے تھے جب
دل کے ہر گوشے میں آباد پری خانے رہے

یُگ کے یُگ بیت گئے بھول نہ پائی دنیا
میری رُسوائی کے بکھرے ہوئے افسانے رہے

وہ جو اپنے تھے رہے خون کے پیاسے دائم
مہرباں، اہلِ محبت سبھی بیگانے رہے

کعبہ جا کر بھی نہ اصنام سے پیچھا چھوٹا
جلوہ گر سجدوں میں رنگیں کئی بُت خانے رہے

طاہرہ، تلخیٔ دوراں کی حقیقت ہے عجب
میرے کہلاتے ہوئے مجھ سے ہی انجانے رہے

○

اے گلِ نازِ گلستاں، پھر سے نیا فریب دے
کتنا ہے دلفریب تو، بہرِ خدا فریب دے

نظروں میں کچھ بناوٹیں، لب پہ فسانے قیس کے
کرکے وفا کا، ذکرِ خیر، کس نے کہا فریب دے؟

منتظرِ فریب ہوں، ملتی ہے تھوڑی سی خوشی
اپنے خلوص کی کتھا، سب کو سُنا، فریب دے

دوستی تیری سرسری، وقت گزارنے کا ڈھنگ
پھر بھی ہے تیرا آسرا، اور ذرا فریب دے

دامِ فریب تیرا فن، تیری ادا میں بانکپن
ہے یہ میری دِلی دُعا، مجھ کو سدا فریب دے

تو میرے دل کا میہماں تجھ پہ نثار میری جاں
طاہرہ کی ہے التجا، دُور نہ جا، فریب دے

○

یہ کون لوگ ہیں، کتنی ہیں صورتیں ان کی؟
سمجھ میں آ نہیں سکتیں حقیقتیں ان کی!

بڑے تپاک سے دیتے ہیں نرم میں دعوت
دراصل زہر ہلاہل ہیں صحبتیں اُن کی!

رچا کے ڈھونگ محبت کا کرتے ہیں تسخیر
ہیں ان کے پیار میں پوشیدہ نفرتیں ان کی

نہ دل میں درد نہ انسانیت نہ ذوقِ سلیم
مگر زباں پہ ہیں رنگیں حکایتیں اُن کی

بشر کے روپ میں ہیں طاہرہ کچھ اہلِ نفاق
فساد و فتنہ گری ہی ہیں عادتیں ان کی

○

کیا کروں قسمت کی خوبی کا بیاں
جب بہار آئی تو اُجڑا آشیاں

کیسا جھونکا تھا جو سب کچھ لے اڑا
کارواں باقی نہ گردِ کارواں

وہ نہیں جب بزم میں کچھ بھی نہیں
دلکشی اب کیا ہے زیرِ آسماں

طاقتِ پرواز مل جاتی اگر
وہ جہاں ہیں ہم پہنچ جاتے وہاں

طاہرہ، ایک شخص بھی کیا شخص ہے
غمگسار و دلنواز و راز داں

○

جاہلوں سے نہ ہرگز ملا کیجئے
دُور ہی دُور اُن سے رہا کیجئے

خول سے اپنے باہر نکل کر کبھی
زندگی سے ذرا سامنا کیجئے

بے رُخی بے وفائی کے انعام ہیں
آپ ہی کچھ مقرّر سزا کیجئے

دنیا والوں سے ڈرنا تو ہے بزدلی
ہاں، مگر، صرف خوفِ خدا کیجئے

لوگ گڑھتے ہیں قصّے کئی رنگ کے
کیوں یقیں کیجئے؟ بس سُنا کیجئے

خشمگیں تیوری میں کہاں دلکشی؟
مُسکرا مُسکرا کر ملا کیجئے

طاہرہ کا تصوّر نہ مٹ پائے گا
خواہ کتنا ہی اُس کو جدا کیجئے

○

حوادثات کی زد میں اُبھر گیا ہے وہ
یہ رنگِ بوئے گلستاں؟ بکھر گیا ہے وہ

ستم شعاری میں یوں نام کر گیا ہے وہ
ستم کی حد سے بھی آگے گزر گیا ہے وہ

کہیں تو ہوگا بسیرا، کسی بلندی پر
کدھر میں ڈھونڈنے جاؤں کدھر گیا ہے وہ؟

ستارۂ سحری جیسا خوشنما چہرہ
پڑی ہے دھوپ کی چادر، اُتر گیا ہے وہ

کٹھور کتنے ہیں یہ لوگ طاہرہ، دیکھو
یقین ہی نہیں کرتے، سُدھر گیا ہے وہ

O

(نذرِ مرزا غالب)

کردار ہی سے زینتِ افلاک ہو گئے
کردار گر گیا، خس و خاشاک ہو گئے

ہم جیسے سادہ لوح کو دنیا کے ہاتھ سے
ایسی سزا ملی ہے کہ چالاک ہو گئے

تھی محض اُن کی دوستی، قلمی ہمارے ساتھ
یہ کیا ہوا، خطوں میں وہ بے باک ہو گئے

شاید بہار آ گئی، موجِ جنوں لئے
دامن جو سِل گئے تھے وہ پھر چاک ہو گئے

کل تک دوائے درد تھے کچھ لوگ شہر میں
آج اقتدار کیا ملا، ضحّاک ہو گئے

اُن کی نظر نے طاہرہ ایسا اثر کیا
جو درمیاں حساب تھے، سب پاک ہو گئے

○

(نذرِ محمد علی جوہرؔ)

وہ آتے ہیں سینوں میں ہوتی ہیں ملاقاتیں
دن سے بھی کہیں بڑھ کر روشن ہیں میری راتیں

کیا نرم نگاہی ہے، دلسوزی و دلداری
یہ کون سا عالم ہے یہ کیسی عنایاتیں

فرہاد کی سرمستی، مجنوں کا جنونِ دل
اس آج کی دنیا میں فرسودہ روایاتیں

تم عشق کی دنیا میں رکھو تو قدم پہلا
اس وقت بہ آسانی سمجھو گے کئی باتیں

کیا قیدِ ستم تھی وہ جوہرؔ نے کہا جس دم
"تنہائی کے ہیں سب دن، تنہائی کی ہیں راتیں"

ملتے ہی نگہ ان سے ہو جاتا ہے جادو سا
ہیں طاہرہؔ، نظروں میں کچھ ایسی کراماتیں

نذرِ مخدوم محی الدّین

○

کئے ارضِ دکن نے کیسے کیسے نامور پیدا
ہوا مخدوم سا اِس دیش میں نادر بشر پیدا
ہوا مخدوم پیدا، دل میں دردِ زندگی لے کر
غریبوں، بے نواؤں سے حقیقی دوستی لے کر
چلا دشوار راہوں میں چراغِ آگہی لے کر
اَمر ہوتا ہے جو ہوتا ہے ایسا معتبر پیدا
قلم تھا ہاتھ میں تلوار تھی، مرہم تھا ضربت تھی
اُسے تھا پیار مظلوموں سے ظالم سے عداوت تھی
زباں آتش فشاں تھی پھر بھی شامل اس میں اُلفت تھی!
وضعداری میں لُطفِ خاص تھا دکنی روایت تھی!
کہاں ہوتا ہے ایسا اہلِ دل اہلِ نظر پیدا!!
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!!

قطعہ

نہ کوئی غیر ہے ہندو، نہ بیگانہ ہے عیسائی
مسلماں کے لئے پیغام رحمت لے کے عید آئی
ہلالِ عید کہتا ہے، گلے مِل جائیں سب انساں
حکومت ہو اخوّت کی، محبت کی شہنشاہی

شاعرِ خوش بیاں شاذؔ تمکنت کی یاد میں

ہم اشک بہاتے ہیں مگر وہ تو ہے شاداں
ہم ڈھونڈ رہے ہیں جیسے وہ ہم سے گریزاں
وہ دور گیا ہم سے بہاروں کی فضا میں
مہتاب کی محفل میں ستاروں کی ضیاء میں
وہ شخص محبت کے خزانے کا امیں تھا
عرفان میں ڈوبا ہوا ایک رندِ حسیں تھا
وہ جس نے پکارا تھا بڑے ناز و ادا سے
"کبتک میرے مولا کبتک میرے مولا"
وہ شاذؔ بہت شاد درِ یار پہ ہوگا
تھی جس کی تمنّا جسی دربار میں ہوگا
پہنچا دے سلام اُس کو صبا میری طرف سے!

سلیمان اریب

○

وہ ایک رند تھا، زاہد تھا یا تھا دیوانہ!
فسانہ بن گیا، کوئی اُسے نہ پہچانا!
"اریبؔ" جب سے بسانے گیا، ایک اجنبی دیش
"دکن کی خاک سے اُٹھا نہ کوئی دیوانہ!"
خلوص، لطف و مروّت تھے اس کی ذات میں ضم
لزومِ مصلحتِ وقت سے تھا بیگانہ!
ہزار اُلجھنیں، دشواریاں تھیں راہوں میں
"صبا" کا ساتھ نہ چھوڑا، یہ عزم مردانہ
نظر بلند، خیالات ولولہ انگیز
ہنسی لبوں پہ، عجب طرز بے نیازانہ!
بغیر اس کے اداسی ہے بزمِ اُردو میں
سخن کی شمع لیے ہے ہاتھ میں پروانہ!!
اریبؔ نے ہمیں بھیجا ہے طاہرہ یہ پیام
پُلِ حیات سے ہنستے ہوئے گزر جانا!!

امیر احمد خسرو (مرحوم)

(دکن کا مایۂ ناز شاعر)

○

خسروؔ بھائی تھے آبروئے دکن
خسروؔ بھائی تھے لاجواب رتن

شاعرِ خوش نوا، شفیق بھی تھے
ایک عالم بھی تھے رفیق بھی تھے

با خدا بھی تھے باکمال بھی تھے
خوبرو بھی تھے خوش خصال بھی تھے

ہائے کیسی ہوا، قضا کی چلی
بجھ گئیں کتنی شمعیں محفل کی

خسروؔ بھائی نے بھی ہمیں چھوڑا
طاہرہؔ، دل ہمارا کیوں توڑا!

○

آہ "ابا جی" بریگیڈیر گلزار احمد!

○

دنیا سے حسنِ رنگِ بہاراں چلا گیا
وہ پھول جو تھا جانِ "گلستاں" چلا گیا
اس پیکرِ خلوص پہ رحمت خدا کی ہو
فردوس کی فضا میں خراماں چلا گیا

یاد میں

○

آیا تھا ایک عرش کا "تارا" چلا گیا
ہم سب کو روتا چھوڑ کے پیارا چلا گیا
کوئی ہنر شناس نہ اب کوئی قدر داں
جب سے وہ غمگسار ہمارا چلا گیا
ہم کم نصیبوں کے اندھیروں میں گھر گئے
ہیہات، کوہِ نور ہمارا چلا گیا
اس کے بغیر طاہرہ، دنیا اداس ہے
جس سے ہمیں تھا پیار، وہ پیارا چلا گیا

آہ بریگیڈیر سعید!

○

غمِ دوراں کی بات باقی ہے
روشنی گم ہے رات باقی ہے
طاہرہ، کس طرح جیئے، کب تک؟
جانے کتنی حیات باقی ہے

○

ہو گئے کیوں نظر سے اوجھل آج
زندگی بن گئی ہے بوجھل آج
کتنی رونق تھی آپ کے گھر میں
کوئی آہٹ نہ کوئی سنچل آج

○

ہے خزاں ہر بہار کے آگے
ہر گل تر ہے خار کے آگے
کچھ نہیں اختیار بندے کا
مرضیٔ کردگار کے آگے

(عابد علی خاں مدیر "سیاست" کے انتقال پر)

چار سُو کس قدر اندھیرا ہے
دل کو آہ و فغاں نے گھیرا ہے
چل بسا عابد خجستہ خصال
بزمِ اردو میں غم کا ڈیرا ہے

نذرِ سلطان قلی قطب شاہ

اے محمد قلی، باقی ہے تیرا شہر ابھی
یادگاریں تیری باقی ہیں محبت زندہ
نام تیرا سرِ فہرست رہے گا دائم
چاہنے والوں کا جب بھی کہیں نام آئے گا
تو نے ہر مذہب و آئین کی عزت کی ہے
حکمراں ہو کے بھی محکوم کو چاہا تو نے
تیرے سینے میں تھا فنکار کا دل
تو رعایا سے الگ تھا نہ کبھی
تیری دو آنکھیں تھیں ہندو مسلم
تیری باتیں ہمیں ابھی یاد ہیں
بانیٔ شہر، ترا شہر تجھے ڈھونڈے ہے
شہریار، اب بھی تیری ریت یہاں ہے قائم
ابھی اِس شہر میں اُلفت کا چلن باقی ہے
حیدرآباد میں دل والے ابھی بستے ہیں
اب بھی ہوتے ہیں یہاں شعر و سخن کے چرچے
اب بھی لوگوں میں مروت ہے وضعداری ہے
آج بھی شہر مثالی ہے ترا بانیِ شہر!!

خلدِ آشیاں میر عثمان علیخاں نظامِ ہفتم کی نذر

○

دکن کا حکمراں تھا جو، دکن کی جس سے عزّت تھی
اُسی "عثمان علی" کا اسمِ اعظم، یاد آتا ہے
اُجالے جس نے پھیلائے، اندھیرے جس سے تھے لرزاں
اسی شمعِ فروزاں کی کمی ہے آج محفل میں
بہارِ علم و حکمت، شاعری، عرفان و خوش طبعی
نظامِ اہلِ دل کے ساتھ جیسے ہوگئی رخصت
چمن میں ماتمِ گُل ہے، خزاں کا بول بالا ہے
جہاں پھولوں کا سنگم تھا وہاں اک ہُو کا عالم ہے
نہ ماضی کی کہیں رونق نہ تہذیبِ کہن باقی!
برائے نام۔ نامِ حیدر آبادِ دکن باقی!!

○

کرامت ہے یہ گوتم کی، انوکھا انقلاب اس کا
حسیں تھا فلسفہ اس کا، تصوّر لاجواب اس کا
رہے گا جگمگاتا نام مثلِ آفتاب اس کا
ہمیشہ زندۂ جاوید میں ہوگا حساب اس کا
اَمر ہوتا ہے جو ہوتا ہے ایسا باخبر پیدا !
ہزاروں ہو گئے شیدا، اُسے اپنا گرو مانا
اُسے بھارت کے لوگوں نے بہ شکلِ دیوتا پوجا
کلاکاروں نے اُس کے بُت تراشے ٹوٹ کر چاہا
اسے دنیا کے ہر گوشے نے مردِ معتبر جانا
کہاں ہوتا ہے ایسا طاہرہ، اہلِ نظر پیدا !!

گرو نانک

○

صداقت، وحدت و اُلفت کے افسانے تھے آنکھوں میں
دلوں میں جنبش کرتی تھی "نانک" کی نظر پیدا
گرو بنتے نہیں، ہوتے ہیں پیدا حق کی جانب
صدف میں خود بخود ہوتا ہے قدرت سے گہر پیدا
تجھے ہندو نے اپنایا تیرا مسلم بھی گرویدہ
ترے فیضِ نظر نے کر دیا کیسا اثر پیدا
بشر کا موہ لینا ہی تیرا ہے معجزہ نانک
بڑی دقّت سے ہوتا ہے کسی کے دل میں گھر پیدا
تیری وانی، عجب آکاش وانی تھی گرو نانک
یکایک چھٹ گئی ظلمت، ہوا نورِ سحر پیدا
تیری محفل میں دنیا نے محبت کا چلن سیکھا
دلوں کے جوڑنے کا لطف پھیلانے کا فن سیکھا
ترے کردار سے انسانیت نے بانکپن سیکھا
تیری صحبت میں انسانوں نے اخلاقِ حسن سیکھا
کہاں ہوتا ہے ایسا اہلِ دل اہلِ نظر پیدا — ؟!

••

"رام"

(شری رام نومی کے موقع پر)

○

چندر کرن — پاکیزہ رام
تیرے نقشِ قدم کو سلام
کتنا سُندر — تیرا نام
کیسا اونچا — تیرا مقام
جس نے بھی تیرا دھیان کیا
مَن کو اس کے ملا آرام
'شبری' پر رشک آتا ہے
کاش — کبھی مِل جائے رام!
کہہ گئے اقبالؔ، سچی بات
"ہندوستان کا 'رام' — امام"
سنیاسی شہزادے کو
بالتو طاہرہ کا پرنام —!

مہارانی لکشمی بائی

(جھانسی کی رانی)

"ہند ماتا" کی ایک بیٹی تھی
نام تھا جس کا لکشمی بائی
روپ میں ناری تھی مگر شمشیر
برق کی طرح کوندی، لہرائی
اُس نے دشمن پہ آگ برسائی
زندگی کردی اپنی نذرِ وطن
شعلۂ انقلاب تھی گویا
گرمیٔ آفتاب تھی گویا
آپ اپنا جواب تھی گویا ! ..

قطعہ

جیالی، سربکف جھانسی کی رانی شانِ ہندوستاں
ترے تیور، تری للکار پر ہوں جان و دل قرباں
ہمیشہ نام تیرا ہوگا آزادی کے پرچم پر
ترے نقشِ قدم باقی رہیں گے تا ابد تاباں!

شہید لٰسین

(حیدرآباد کا تلگو شاعر)

○

یہ کیا غضب ہوا، لٰسین پر ستم ٹوٹا
ستم بھی کیسا ستم، اپنی خود مثال ہے جو
نہ کوئی وجہ نہ تعقیر اور نہ کچھ مقصد
شہید کر دیا شاعر کو، بیوی، بچّے کو
کئی درندے گھُسے گھر میں خون کے پیاسے
بجھائی پیاس، کیا قتل، ہو گئے غائب
پتہ نہ چل سکا، ہے کون رہنمائے فساد
ہمارے شہر میں کس کس کی آستیں میں ہیں سانپ !
شہید ہو گیا "لٰسین"، جو تھا اہلِ قلم
یہ صرف خوں نہیں لٰسین کا، ہمارا بھی ہے
ہمارا دل بھی ہے مجروح آنکھیں اشک فشاں
کوئی بتائے کہ کس سے کرے کوئی فریاد — !!

یادِ یارِ مہرباں آید ہمی

(پاکستان کے میزبانوں کی نذر)

○

کس قدر یاد آ رہے ہیں آپ لوگ!
دُوریاں پھر آ گئی ہیں، درمیاں
کوئی دن ایسا نہیں جب آپ کی آئے نہ یاد
تذکرہ ہے آپ ہی کا، ہر جگہ، جاؤں جہاں
آپ لوگوں کی محبت آپ لوگوں کا خلوص
زندگی کی اک نشاط آور سنہری داستاں!
کیا کروں؟ ذہنی سکوں عنقا ہے اس ماحول میں
آپ سے ہو کر جدا، اب دل نہیں لگتا یہاں!
یادِ یارِ مہرباں آید ہمی!
پیاری پیاری بھابھیاں، بھائی ہیں میرے چاند سے
اور بہن مختار، جیسے کوئی ہو حورِ جناں!
ہر بھتیجی خوبصورت، نازنیں، نازآفریں
ہر بھتیجا، خوبرو، شائستہ، شوخ و مہرباں!

"ابّا جی" کی پاک نیت کا ہے بے شک شاہکار
جنتِ ارضی کا یہ جنجوعہ، عالی، خانداں!
نرگس و معصومہ، "تایا ابّو" کی ہیں شیفتہ
قلفی و فالودہ، پیپسی، کون دے ان کو یہاں!
طاہرہ کو جان سے زیادہ ہیں پیارے آپ لوگ
آپ لوگوں سا نہیں دیکھا ہے کوئی مہرباں ــــ!!

آہ! نجمہ نکہت

(ممتاز ترقی پسند افسانہ نگار)

اُلجھنوں سے مِلی اُسے راحت
پُرسکوں ہو گیا، دلِ نکہت
غمِ جاناں نہ اب غمِ دوراں
خوش ہے جنّت میں "دخترِ جنّت"

زندگی کیا تھی، نوکِ خنجر تھی
رنجِ پیہم سا ایک سمندر تھی
تیر کھا کھا کے مسکراتے رہی
ہمّتِ زن کی نجمہ پیکر تھی

اے ترقی پسند، اہلِ قلم
کس طرح ہم سہیں تمہارا غم
یادیں رلوائیں گی ہمیشہ ہمیں
صبر آئے کا کم، بہت ہی کم

وعدۂ شاہجہاں

"موت" نے مجھ سے تجھے چھین لیا، اے "ممتاز"
میں تجھے زندۂ جاوید بنا ڈالوں گا !!
یادگار ایسی ترے نام سے ہو گی منسوب
جس سے ہو جائیں گی دنیا کی نگاہیں خیرہ
تیرے دربار میں ہر ملک سے آئے گا سلام
اہلِ دل تیری قدم بوسی کو حاضر ہوں گے
نام تیرا سرِ فہرست رہے گا "ممتاز"
لفظِ محبوب کی تفسیر لکھی جائے اگر !!
ہاں، میرا نام بھی ہو گا کہیں تیرے ہی قریب
جس نے پوجا ہیں تیری کر دیا ارپن سب کچھ
تو ہی تو میرے خیالوں کا رہی ہے مرکز
ایک شہنشاہ بھی ہو کر میں رہا تیرا اسیر
گھر تیرا "تاج محل" ہو گا، محبت کی قسم
ایسا ایک تاج محل، جس کا نہ ہو کوئی نظیر!

یہ میرا وعدہ ہے "ممتاز"، میرا وعدہ ہے
میں تجھے زندۂ جاوید بنا ڈالوں گا !!

"اطہر بابا چاند"

○

ایک بچہ ہے ہمارا چاند
بھولا بھالا، پیارا چاند
آج تھی اُس کی سالگرہ
ہوسٹل میں تھا تنہا چاند
سوچ رہا تھا میرے لوگ
بھول گئے کیا اپنا چاند
شام ڈھلے جب ہم پہنچے
ہم سے آکر لپٹا چاند
گلے لگا کر ہم نے کہا
کیک، کری لِف، پھل لے لو
ہیپّی برتھ ڈے، بابا، چاند
گالوں پہ اُس کے گلاب کھِلے

چہرے کو ہمارے چوما چاند
فکر نہ تھی اُس کو اب کچھ
بے حد خوش تھا ننّھا چاند
سپنوں میں بانٹے گا مٹھائی
پریوں کو البیلا چاند

بانو نرگس کا جنم دن 4/اگست

○

آج کا دن ہے بڑی سج دھج کا !
مسکراتی ہوئی صبح آئی ہے
غزلیں گاتی ہوئی صبح آئی ہے
"بانو نرگس" کو مبارک یہ دن
بانو نرگس کا جنم دن ہے آج ؟
سینکڑوں سال جیو
سایۂ پنجتنِ پاک رہے سر پہ سدا
دل رہے مرکزِ ایمان و تجلّی و صفا
عمر و اقبال بڑھے ، شاد رہو
شاد و آباد رہو !!
عزّتِ ملک بنو
خدمتِ خلق کرو
حسنِ کردار سے گھر بار کو جنّت کر دو
علم و تہذیب کا پرچم لے کر
رہنمائی کرو ، انسانوں کی !
سینکڑوں سال جیو
ہو مبارک یہ گھڑی خوشیوں کی !!

سالگرہ مبارک

○

ہو چھٹے سال کا آغاز، مبارک عذرا
سینکڑوں سال جیئو!
شاد و آباد رہو!
عزّتِ ملک بنو
خدمتِ خلق کرو
چشمۂ فیض بنو
تم چمکتا ہوا ایک چاند ہو، پیاری عذرا
دُور دنیا کا اندھیرا ہو تمہارے دم سے
تمہیں اللہ سرافراز کرے
'برتھ ڈے'، تم کو مبارک' عذرا
تم تو ہو 'پاروتی' ماہ پری، جانِ بہار
"نانا جی"۔ تم سے بہت کرتے ہیں پیار
"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو!!

استقبال

محترمہ صدیقہ شبنم (مقیم لندن) کی آمد پر

○

"شبنم" کی طرح آتی ہو آغوشِ چمن میں!
لے آتی ہو ایک کارواں خوشبو کا دکن میں!

تم دل میں ہمارے ہو سدا، ہم سے ہو نزدیک
پردیس میں رہ کر بھی ہو تم اپنے وطن میں!

جب غزلیں سُناتی ہو، بدل جاتی ہے دنیا
چلتی ہے بہاراں کی ہوا، ترنم سخن میں

اردو کی نمائندہ ہو، اشعار کا دیوان
چھکنے لگے ہے ڈوبی ہوئی فن میں!

کوشش تو یہ تھی طاہرؔ راز اپنا رہے راز
"شبنم" سے ارادت نہیں چھپتی میرے من میں!

"فرن ولا"

("ایوانِ شجیع")

"فرن وِلا" — تہذیب پارینہ کی ہے ایک کہکشاں!
ہر در و دیوار میں علم و ہنر کی داستاں!
کہتے ہیں فرزندِ والاشان' کا ہے یہ مکاں!
اہلِ ذوق و فکر اس کے ہیں ہمیشہ میہماں
'فرن ولا' کے ایک حصّے میں ہے "ایوانِ شجیع"
مرکزِ شعر و ادب، شائستگی کا ترجماں!
سرپرست اہلِ فن، جوہر شناس و دلنواز
'انوری بیگم پرنس' اس کی ہیں روحِ رواں
سال میں بارہ دفعہ سجتی ہے محفل شعر کی
جس میں ہوتے ہیں شہامت جاہ، شخصاً میزباں
صاحبِ حسنِ نظر، اُردو کے دلدادہ پرنس
آصفی اقدار کے ہیں پاسدار و پاسباں!
اپنے پُرکھوں سے مِلا ہے شاعری کا جذب و شوق
پیار ہے اُردو سے یہ ہیں محسنِ اُردو زباں!
"فرن وِلا" افسانہ ہے اس دورِ پُر آشوب میں
عظمتِ ماضی کے نقش اب بھی ہیں باقی جہاں!!

گیت

(محترمہ بلقیس علاء الدین کے ڈرامے کے لئے لکھا)

○

زندگی ہے بہاروں کا سنگم!
دل میں خوشیاں میکر ناچیں چھم چھم!
آؤ ہنستے ہنساتے گزاریں
پھول، کلیوں کی مانند ہیں ہم!
اے خدا شادمانی عطا کر
دُور ہم سے ہمیشہ رہے غم!
کسقدر خوبصورت ہے دنیا
یہ تو فردوس سے کچھ نہیں کم!
پیار سے بڑھ کے کیا ہوگی نعمت
پیار میں کیوں نہ ڈوبے رہیں ہم!

بین المذہبی ایشیائی کانفرنس
(منعقدہ سری لنکا)

یہیں تو ہم نے کیا عہد، امن و الفت کا
یہیں تو ہم نے گزارے کئی حسین لمحات
سُنی ہیں دھڑکنیں انساں کے خونچکاں دل کی
دوائے درد کو ہم ڈھونڈنے یہاں پہ ملے
مسائلِ غمِ دوراں میں کھو گئے اکثر
تلاشِ حق میں کبھی غرق ہو گئے جیسے
یہیں تو ہم نے یہ سوچا کہ زندگی کیا ہے
الگ تھلگ ہمیں رہنے سے کچھ نہیں حاصل
مزہ تو جب ہے کہ سب مِل کے ساتھ ساتھ چلیں
ہمارے یخ زدہ دل خود بخود پگھل جائیں
اندھیرے دُور ہوں، شمعیں جلیں محبت کی
گھٹائیں چھائیں فضا میں خدا کی رحمت کی
غریبی دُور ہو افکار اور معیشت کی
یہی ہے سعیِ مُسلسل ہماری محفل کی!

بدھ اور مسیحؑ و محمدؐ کا نور لائے ہیں
ترانے جانفزاء "گیتا" سے بھی سنائے ہیں
کئی عقیدوں کا سنگم بنی ہے 'کانفرنس'
مگر ہے منزلِ مقصود ' ایک ہی سب کی
کروڑوں لوگ ہیں 'مشرق' کے آشنائے الم
شکار کب سے ہیں خود غرضیوں کے 'طاقت' کے
حکایتِ غمِ دوراں سے اب نمٹنا ہے
ترقیات کی راہوں میں ہم کو چلنا ہے
ملاپ ہو گیا روحوں کا ارضِ 'لنکا' میں
بنا ہے طاہرہ گھر دوستی کا لنکا میں

فریاد

(عورتوں پر مظالم سے متأثر ہوکر)

"ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے"
ہیں فسانے خونچکاں اس عالمِ سفّاک کے
کیا نہیں انسان؟ عورت، کیا وہ ایک حیوان ہے؟
اُس کے بھی سینے میں دل ہے، آرزو، ارمان ہے!
کس لیئے؟ کب تک اسے دنیا ستائے جائے گی
بے خطا، بے آسرا پر، ظلم ڈھائے جائے گی
چین میکہ میں اسے ملتا ہے نہ سُسرال میں
اس کو رہنا ہے سدا، اندوہ میں جنجال میں
اپنی مرضی اپنی شخصیت جتا سکتی نہیں
اپنے ذہنی کرب کی حالت بتا سکتی نہیں
صنف نازک، ہوکے نازک بھی بہت حساس ہے!
قید سے آزاد ہو جانے کی اس میں پیاس ہے!
صنفِ نازک کی نزاکت میں بھی ہے شکتی چھپی!
ہے کبھی دیوی، کبھی زینب، کبھی سیتا ستی!

جوڑا گھوڑا مانگنا ہے کس قدر بھونڈا رواج
شادیوں میں بھیک لینا، یہ بھی ہے کوئی سماج
عورتوں کی عزّت و ناموس پر حملہ کریں
ایسے مردوں کو نہ کیوں شیطان کا چیلا کہیں
چاہیئے مردوں کو ناری ذات کا سمجھیں مقام
وہ پرائی ہو کہ اپنی، اس کا حق ہے احترام
دستِ قدرت کی حسیں تخلیق ہے عورت کی ذات
مرد کیا واقف نہیں، عورت بھی ہے عالی صفات

کشمیر

○

کشمیر ہے شاعر کا
کشمیر مصوّر کا
کشمیر ہے پریوں کا
کشمیر نظاروں کا
جھیلوں کا پہاڑوں کا
سرو، اور چناروں کا
ہر فصل بڑی سُندر
پت جھڑ بھی بہاراں بھی
دلچسپ مکیں اس کے
سب اہلِ ہنر، خوش خو
لہجہ میں ہے کیسر کی
بھینی بھینی خوشبو
صد حیف! حسیں کشمیر
اُلجھا ہے سیاست میں
سرمست فضاء، رنگیں
بارود کی زد میں ہے!

قوموں میں تنازع کیوں ؟
کشمیر تو میرا ہے !
کشمیر پہ حق کس کا — ؟
کشمیر میرا معبد
کشمیر میری مسجد
کشمیر ہے خیالوں میں
کشمیر ہے خوابوں میں
کشمیر تو میرا ہے !
کشمیر تو میرا ہے !

●●

دھرتی کا دکھ

(فریدہ زین کے افسانوں کا مجموعہ)

دھرتی کا دکھ ہے آج پیشِ نظر
ہے فریدہ کی یہ نئی تخلیق
مجموعہ چوتھا ہے فسانوں کا
غمِ دوراں کا ہے یہ آئینہ
غمِ انسانیت عیاں اس میں
ساری دھرتی کا دکھ نہاں اس میں
ہے فریدہ کو دکھ سے ربطِ خاص!
یوں تو رانی ہے پھولوں کی لیکن
چبھتی رہتی ہے کانٹے ہستی کے
دل کے زخموں سے ہے شناسائی
دکھ کے ماروں سے اس کو نزدیکی
اُس کے نوکِ قلم میں طنز بھی ہے

کڑوا کڑوا کہیں تبسّم بھی
اس کی گہری نظر سبحان اللہ
کتنا پُرسوز اس کا حُسنِ بیاں
کیا سلاست ہے، کیا روانی ہے
نثر، میں شعر سے کہیں بڑھ کر
اُس نے جادو جگایا، اُردو کا
طاہرہ، کون ہے فریدہ زین ؟
ایک افسانہ ہے فریدہ زین۔ !!

نوائے درد

○

دل شکنی اور دل آزاری
کچھ لوگوں کو کیوں ہے پیاری ؟
بیٹھے بٹھائے آگ لگا کر
نفرت کے شعلے بھڑکا کر
خلق کو موت کے گھاٹ پہونچا کر
ملتا ہے کیسا سکون و نشاط !!
طاغوتی افکار کے مالک
معصوموں کے قاتل، ظالم !
کوئی مصوّر اپنے ہنر میں
کرتا ہے توہین حوّا
کوئی لیکھک، نوکِ قلم سے
پرچوں پہ چھاپ کے بیہودہ تحریریں
فتنہ کرتا ہے برپا !
جس کا نتیجہ ؟

خانہ جنگی ــــ خون کی ہولی
جرم و ستم، شیطان کا راج !
بھولے بھالے غریب عوام
جان و مال گنوا بیٹھے
بلوے، لاقانونی، جھگڑے
زخم ہی زخم ــــ فریاد و ماتم
شہرِ محبّت حیدرآباد
بن گیا مقتل واویلا ــــ !!

"ہیولہ"

ہماری 'نامزدگی'، خود کرشمۂ قدرت
یہ رسم ہو کے ادا، دائمی جدائی ملی
یہی مشیّتِ رب تھی یہی مرا مقسوم!
'دلہن' کے روپ میں بالکل تھیں تم فرشتہ نما!
نہ ایک بار کبھی تم کو سجا ہوا دیکھا
تمہیں نہ شوق تھا میک اَپ کا اور نہ کپڑوں کا
نظر فریب تھا لیکن تمہارا سادہ جمال
تمہاری بھولی نگاہوں میں تھا عجیب کمال!
تھی عقل دنگ میری کیسے نوجوان لڑکی
جھنجھوڑ دیتی ہے انساں کی سفلہ خصلت کو
اُبھار دیتی ہے، پاکیزگی، شرافت کو
عبادتوں کی طرف دل کو موڑ دیتی ہے
گناہ و کفر کے، ہر بُت کو توڑ دیتی ہے
تمہارا ایک پجاری ہوں اور بچھڑا ہوا

یہ ممکنات سے خارج ہے اے میری دیوی
کہ میری آرزو، درشن کی ہو کبھی پوری
اگرچہ منہمک ہوں میں تمہاری پوجا میں
تمہارے ساتھ جو رشتہ تھا اب بھی ہے "جانم"
تمہارے نام کی مالا جپوں گا محشر تک!
تھی محوِ خواب بڑی دیر سے میں بستر پر
میں چونک اٹھی ہوں پسینے میں تر بتر ہو کر
یہ کون مجھ سے مخاطب تھا میری خلوت میں؟
صدا اسی کی تھی، لہجہ بھی میٹھا میٹھا وہی!
مگر یہاں تو کوئی میرے آس پاس نہیں
یقین آگیا، ماضی کا ایک ہیولہ تھا ——!!

روزن

○

اتنی ہمت ہی کہاں تم سے ملاؤں نظریں!
دیکھ لوں چھُپ کے تمہیں، دل میں یہ حسرت ہے چھُپی!
سال ہا سال ہوئے، آخری درشن کر کے
وقت نے مجھ کو دیا ہے "بن باس"!!
تم تھے وہ خواب، نہیں جس کی کوئی تھی تعبیر
ڈھونڈتی تم کو پھری پھولوں میں اور کانٹوں میں
کچھ پتہ چل نہ سکا، تم ہو کہاں، کیسے ہو!!
یاد شاید تمہیں میری کبھی آئی ہوگی
دوستی، وقتی تھی، تم نے یہی سوچا ہوگا!
میرے جذبات تقدّس کو نہ پہچان سکے
میری مجبوریاں، ناکامیاں، تم کیا جانو
'بیوفا' کہہ کے ہنسی میری اُڑائی ہوگی
تمہیں احساس نہیں، کہتے ہیں بن باس کِسے
مجھ پہ کیا بیت گئی تم کو نہیں اس کی خبر!

جو بھی الزام لگاؤ میرے سر آنکھوں پر !
اتنی جرأت ہی نہیں اپنی صفائی کروں پیش
آرزو ہے کہ کسی روزنِ روز و شب سے
دیکھ لیں پھر سے تمہیں کاش ترستی آنکھیں !!
خشک ہونے کو ہیں اے دوست برستی آنکھیں !!

نیویارک سے ٹرنک کال

ایک 'ٹرنک کال' نیویارک کی تھی!
کس مسیحا نفس نے یاد کیا؟
کس کی آواز کا یہ جادو تھا
غم غلط ہو گئے مرے یکسر
تھی صدا، یا، نسیم کا چلنا
ہائے! وہ اس کا دلنشیں لہجہ!
بعد برسوں کے بھی نہیں بدلا
کس قدر پیار اس میں شامل تھا
کیسی پاکیزگی نہاں اس میں
دیا پیغام، پُرخلوص مجھے
"کل وطن جا رہا ہوں میں واپس
عارضی طور پر یہاں تھا مقیم
تم میرے دیش کیوں نہیں آتیں
آؤ — آکر رہو وہاں کچھ دن
مدتیں ہو گئیں تمہیں دیکھے۔"

وقت تھا ختم ۔ کال ختم ہوئی
دھڑکنیں میرے دل کی تیز ہوئیں
کھو گئی میں کسی تصوّر میں !
اپنے میکے کے حُسن منظر میں !
میرا میکہ جو ہے بہار ۔ بہار
جس کے افراد ہیں گلُ و گلزار
طاہرہ ۔ دُور ہوں گلُستاں سے
گرچہ نزدیک ہوں خیالوں سے
کیا ملیں گے کبھی نہ بچھڑے ہوئے ؟

ایک سہیلی نے خط میں لکھا اِس طرح
زندگی کے سفر کی، سنو داستاں!
حسبِ دستور میری بھی شادی ہوئی
میں بھی جیون کے بندھن میں باندھی گئی
ایک ساتھی کے ہمراہ چلنا پڑا
سوکنیں سو طرح کی ملیں راہ میں
کوئی بھونڈی تو کوئی ذرا خوشنما
میں نے سب پر نظر کی بہت غور سے
اپنے ساتھی کے دل کے ورق بھی پڑھے
نام تھا ایک کا بھی نہ ان پر کہیں
پیار کرنے کا کب تھا، کسے حوصلہ!
سارے خود غرض وقتی کھلونے تھے یہ
مفت خوری، کلب، ڈانس کے ماسوا
کوئی رشتہ نہ تھا کوئی مقصد نہ تھا
سخت حیرت سے دیکھا یہ سب ماجرا!
ٹھیس میری انا کو بہت کچھ لگی

پھر یہ سوچا کہ وہ کتنا ہے سادہ لوح
رحم آیا مجھے اُس کی بینائی پر
مرد ہو کر وہ ایک طفلِ نادان ہے !!
بن چکا ہے وہ لیکن مقدّر میرا !
ساتھ ساتھی کے چلنا پڑے گا یونہیں
میرے جذبات کی اہمیت کچھ نہیں !
میں تو بیوی ہوں، بس اور کیا چاہیئے
گھر بھی، موٹر بھی، زیور بھی سب کچھ تو ہے
کس قدر قابلِ رشک ہے زندگی !!

(منگیتر کی جانب سے)

جنّت کے پھول

○

تمہارے واسطے 'جنّت' سے تھوڑے پھول بھیجے ہیں
لگاؤ اپنے بالوں میں سجالو اپنے سینے پر
یکایک، جیسے چونکا نے تمہاری یاد آئی ہے!
مجھے ہے اعتراف اس کا میں شاید خود میں تھا لم سُم
مگر تم شک نہ یہ کرنا کہ تم کو بھول بیٹھا تھا
سدا جذبات کی آغوش میں پنہاں ہو جانِ من!
خیالوں میں رہا کرتی ہو تم، دائم دلہن بن کر!
بڑی تھی آرزو میری، تمہارا ساتھ مل جائے
بہت حسرت تھی تھوڑا سا تمہارا پیار ہاتھ آئے
مجھے سارا خزانہ ملنے والا تھا کہ قسمت نے
لگائی ضرب ایک ایسی کہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا!!
فقط دوری و مجبوری، میرا حصّہ، میرا سہرا —!
میں دنیا سے ہوا رخصت تمہاری آرزو لے کر
یہی مکتی کا رستہ تھا یہی تھا فیصلہ رب کا!!
میں جنّت میں ہوں اب، لیکن سزائے سخت ہے یہ بھی

یہاں حوروں کا جمگھٹ ہے یہاں ہر شئے نرالی سی
اُداسی کس کو کہتے ہیں نہیں اس سے کوئی واقف
یہاں جو بھی ہے اپنے میں مگن اور مطمئن، خرّم
دلِ شاداں، لبِ خنداں، نہ کوئی دُکھ نہ بیماری
ولے میں بے سہارا ہوں یہاں ایک اجنبی جیسا
میں ایک قیدی ہوں جنّت میں، مجھے کچھ بھی نہیں بھاتا
جہاں تم رہتی بستی ہو، وہی جنّت، میری جنّت !!
میں تم سے اب بھی ہوں منسوب، حوروں سے ہوں بیگانہ
"گلِ معصومہ" میں نے ہی تمہارا نام رکھا تھا
تمہاری شخصیت کا تھا پجاری اور اب بھی ہوں !
میں دنیا میں تھا دلوادہ تمہارا، اور اب بھی ہوں !
میں تم سے اب بھی ہوں منسوب، میں اب بھی تمہارا ہوں !
تمہارے واسطے جنّت سے تھوڑے پھول بھیجے ہیں
عقیدت کا محبت کا ارادت کا ہے نذرانہ — !!

●●

اکیسویں صدی

اکیسویں صدی ہے کھڑی مُسکرا رہی!
آتا ہے ایک دور، لئے اِک نظامِ نو
ہونا ہمیں ہے اس سے ہم آہنگ و ہمقدم
اُمید کی کرن، نگہَ آگہی لئے!
آؤ کہ اہتمامِ چراغاں کچھ ہم کریں
اِنسانیت کا مان، بڑھاتے چلے چلیں
پرچم محبّتوں کے اُڑاتے چلے چلیں
مُردہ دلوں میں آگ لگاتے چلے چلیں
عزم و عمل کا جوش جگاتے چلے چلیں
قسمت ہمارے ہاتھ میں سارے جہاں کی ہے!
بگڑا ہوا ہے کام، تو اس کو بنائیں گے
تارے بھی آسمان سے ہم توڑ لائیں گے
آپس کا بھید بھاؤ، جہالت مٹائیں گے
قوموں کو شانتی کا قرینہ سکھائیں گے

قسمت ہمارے ہاتھ میں سارے جہاں کی ہے!
اکیسویں صدی میں ہو ہر شخص باوقار
افلاسِ ذہن و روح کا کوئی نہ ہو شکار
بس طاہرہؔ ہمیں تو ہے اس دن کا انتظار
دل سب کے پاک صاف ہوں دل میں محبت کے پیار
قسمت ہمارے ہاتھ میں سارے جہاں کی ہے!

■■

تتلی

○

اے پیارے پیارے بچو، تتلی کو تم نہ پکڑو
تتلی بہت ہے سندر اور پنکھ ہیں اس کے نازک
گر ہاتھ، اس کو ہوتا ہے کشٹ بےحد
اڑنے کی اس میں طاقت رہتی نہیں ہے باقی
تم دور ہی سے دیکھو اس کے پروں کی رنگت
اللہ نے بنایا ہے کتنا خوبصورت !!
پھولوں سے کھیلتی ہے، باغوں میں ڈولتی ہے
تتلی بہت ہے اچھا، اس سے کرو محبت
ہرگز اسے نہ پکڑو، ہرگز اسے نہ مارو !!

تمام عُمر کے لئے وہ، ایک داغ دے گیا
جو بجھ سکے نہ حشر تک، عجب چراغ دے گیا
اگرچہ دل کو غم ملا، نشاطِ غم بھی مل گیا
بہا کے اشک، کچھ سکونِ چشمِ نم بھی مل گیا
نشانیاں یہ اس کی ہیں جو میرا جاں نثار تھا
اسی کی یاد کو لئے، میں جی رہی ہوں طاہرہ
اسی کا غم ہے زندگی، ہے زندگی کی چاشنی
نظامِ ہست و بود کا یہی تو راز دار ہے!
ہزار بے قراریوں کا، ایک یہی قرار ہے
یہ سب اُسی کا لطف ہے جو میرا جاں نثار تھا!!

میری محبت ۔ شعلہ و شبنم
میری محبت ۔ آبِ زم زم
میری محبت ۔ خاکِ شفا
میری محبت ۔ صبح کی اذاں
میری محبت ۔ برفِ ہمالیہ
میری محبت ۔ نکہتِ گُل
میری محبت ۔ جھرنوں کا نغمہ
میری محبت ۔ گہرا ساگر
میری محبت ۔ ایک سچائی
میری محبت ۔ جذبۂ پاک!
میری محبت ۔ حرفِ دُعا!
میری محبت ۔ تیرے لئے!
گرچہ نہیں تو میرے لئے ۔!

ساتھیو بھائیو

حیدرآباد ہے شہرِ امن و اماں
مرکزِ حُسن و تہذیبِ ہندوستاں
ہندو و مسلم کا گھر ہے ہمیشہ سے یہ
اس کے وارث ہیں سکھ اور عیسائی بھی
اس گلستاں کے پھولوں میں کانٹے نہ تھے
بے سبب، یک بیک، جانے کیا ہو گیا
کس کی سازش کی زد میں یہ شہر آگیا
ساتھیو، بھائیو، کچھ تو سوچو ذرا —!!
چاقوؤں سے نہ کھیلو کہ چاقو زنی
اپنی قومی روایت میں شامل نہیں!
شہر ہے پیار کا، شہر اخلاص کا
اس میں سکّہ محبّت کا چلتا رہے
ہم سب ہی ایک ہیں، پشت در پشت سے!
وہ جو صدیوں سے مِل جل کے بستے رہے
تفرقے ان میں کیوں؟ سوءِ ظن کس لئے؟
ساتھیو، بھائیو — ساتھیو، بھائیو!!

پیارے مُسافر

کتنے پیارے مُسافر ہو!
سخت جاڑوں سے بچنے کی خاطر
دوسرے دیس اُڑ جاتے ہو
اچھا موسم جب آتا ہے
تم واپس تب جاتے ہو
پنچھیوں تم سے ہے پیار مجھے!
مجھ کو بھی اپنے سنگ لے لو
میں پرواز کے قابل نہیں
کیسے بھی اپنے پروں میں چھپا لو!
اپنے وطن کی سیر کرادو
میں بھی اچھے موسم دیکھوں!
دُور ہو جائیں ذہنی تناؤ
شاید دل کو سکوں مل جائے
شاید آنکھیں ستارے بنیں
پنچھیوں مجھ کو نہ چھوڑو تنہا!!

"ہلو"

○

وہ خواب ہی سہی !!
مانا وہ خواب تھا ـــــ لیکن
غضب تھی آپ کی شوخی
کمال زندہ دلی !!
لبوں پہ موجِ تبسّم لئے
تپاک کے ساتھ
بڑھا کے ہاتھ ـــــ پکارا ہمیں
"ہلو ـــــ ڈارلنگ" !!
بڑا عجب لگا، آپ کا یہ طرزِ کلام !
بھنور میں چھوڑ گئے
یاد ہے؟ زمانہ ہوا
بلا سے آپ کی کیا گیا نہ ہم پہ بیت گئی !
نہ جانے آپ کو دی کس نے دعوت دیدار !
اچانک آپ کو کیوں آگیا ہمارا خیال ؟
ہمیں تو آپ سے شکوہ بھی اب نہیں باقی
توقعات کا رشتہ بھی اب نہیں باقی
بھلا پکار کے کیا فائدہ ـــــ "ہلو ڈارلنگ" !!
یہ بے تکلفی زیبا نہیں ہمارے ساتھ
ہمارے زخموں پہ مت کیجئے نمک پاشی !

فرار

کسی نے چاہا، کرے قید اپنی نظموں میں
کسی نے باندھنا چاہا، غزل کی ڈوری میں
جکڑ لے "چیتر" میں، تھیں کوششیں کسی کی بہت
کسی کو دُھن تھی کہ پتھر میں بند کر ڈالے
مگر
مجھے بھی یہ ضد تھی، فرار ہو جاؤں!
بس
ایک جھٹکے میں توڑیں تمام زنجیریں!
میں بادلوں کی طرف اُڑ گئی دھواں بن کر
پھر ان کے ساتھ چلی اور برسی صحرا پر
بڑے خلوص سے دی "ریگ" نے صلاح مجھے
میرے وجود میں تم جذب کیوں نہ ہو جاؤ!
پناہ مل ہی گئی آخرش فرار کے بعد!!

فن اور فنکار

فن ہی فنکار کا ہے سرمایہ
خواہ وہ نقش ہو کہ شعر و ادب
جو بھی تخلیق ہے، مقدس ہے
عام لوگوں سے ہٹ کے اک فنکار
زندگی کی حقیقتوں کی شبیہ
اپنی تخلیق میں سموتا ہوا
ایک عجب شانِ بے نیازی میں
بے خبر شہرت و مذمت سے
اپنی ہی دھن میں کھویا کھویا سا
چھوڑ جاتا ہے اپنے نقشِ قدم!
فن سے فنکار زندہ رہتا ہے
فن ہی فنکار کا ہے سرمایہ!

آہ، وہ لمحۂ رنگیں
وہ میرا حاصلِ زیست
بن کے ایک قوسِ قزح
ہوگیا غائب کیسے؟
مدّتوں سے متلاشی ہوں
اسی 'لمحے' کی!
جس میں شامل تھا کسی کا سمبندھ
جس میں مضمر تھے کسی کے آنسو
جس کی خاموشی اِک افسانۂ ناگفتہ تھی!!

○

میں اور تو

○

میں، داسی، تُو، راجکمار
تجھ پر میرا کیا ادھیکار ؟
میں ہوں بیابانوں کی دھول
تُو ہے، باغِ بہشت کا پھول
کر بیٹھی دل اپنا نثار !
تجھ پر میرا کیا ادھیکار ؟
میں داسی تُو راجکمار !
پریم سدا میں کرتی رہوں گی
نام کا تیرے، مالا جپوں گی
تجھ سے توقع کچھ نہ کروں گی
میرا ہے "افلاطونی" پیار !
میں داسی تُو راجکمار !
تجھ پر میرا کیا ادھیکار !

"اُفتادِ زمانہ"

○

تمہاری سانس کے ہمراہ دل میرا ٹوٹا
وجود ہل گیا، برسوں کا ساتھ جب چھوٹا

نہ تم سمجھ سکے مکر و فریب اور نہ میں
بندھی تھیں جن سے اُمیدیں اُنہی نے گھر لوٹا

تمہارے بعد میری زندگی ہے یا ملبہ
کھلونا بن کے ہوں قسمت کے ہاتھ میں ٹوٹا

رہی ہے آبلہ پائی سدا شناخت میری
بھر آئے آنکھ میں آنسو، جو آبلہ پھوٹا

خود اپنے واسطے میں طاہرہ مصیبت ہوں
نجومی، "لکشمی" کہتا تھا کتنا تھا جھوٹا

○

نشان

○

میں سمجھتی تھی، مجھے چاہتا ہے
میری نادانی تھی، خوش فہمی تھی —!!
اس میں اور مجھ میں تھی ہم فکری ضرور
مشترک قدروں نے نزدیک کیا تھا شاید!
ولولہ، جوش تھا طوفانوں سے ٹکرانے کا
"ساری دنیا کو بدل ڈالئے" وہ کہتا تھا
انقلابی تھے خیالات، نہایت دلچسپ !!
میری تعریف بھی کرتا تھا، تمسخر آمیز !
اُس کے الفاظ میں شوخی بھی تھی، سنجیدگی بھی
میری قسمت میں ملاقات لکھی تھی اُس سے !
نہ تو خوشبو تھا، بہاروں کی ہوا کا جھونکا
مجھے مہکا دیا اور بن گیا خوابِ رنگیں
جانے کس سمت گیا قوسِ قزح کے ہمراہ
ہاں، میرے ذہن پہ کچھ اپنے نشاں چھوڑ گیا !
یاد آتا ہے کسی گزرے زمانے کی طرح !
"وہ"، حقیقت ہے مگر ایک فسانے کی طرح !

جھوٹ

○

جھوٹ، کھُل جاتا ہے کبھی نہ کبھی
یہ چھپ [illegible] چھپ نہیں سکتا
بول کر جھوٹ، جو سمجھتا ہے
ساری دنیا کو اُس نے لوٹ لیا !!
سخت ناداں ہے عقل کا دشمن
جھوٹ خود قہقہے لگاتا ہے
اور جھوٹے کا کھولتا ہے بھرم !!

●●

گلِ تر

○

خوشیوں کی علامت بھی ہوں رونق ہوں چمن کی
اندر سے ہوں پژمردہ، مگر، نام "گلِ تر"!
مجھ سا بھی کوئی درد کا مارا کہیں ہوگا
دل خون میں ڈوبا ہے بظاہر ہوں گلِ تر!
محرومِ سکوں، کانٹوں میں اُلجھا ہوا دامن
دنیا یہ سمجھتی ہے گلِ تر ہوں، گلِ تر!!
اک اہلِ نظر بھی نہ سمجھ پایا حقیقت
شاعر بھی مجھے کہتا ہے افسوس "گلِ تر"!
حل ہو نہ سکا طاہرہ، مجھ سے یہ معمّہ
محفل میں گُلوں کی بھی لقب میرا "گلِ تر"!!

••

خوامخواہ کیوں چرخ کج رفتار کی باتیں کرو
کعبۂ دل کو سنبھالو، پیار کی باتیں کرو
یاد رکھو! دشمنی اک کھیل ہے شیطان سا
دوستی کے جانفزا سنسار کی باتیں کرو
کس لئے صحرا کے قصّے کس لئے یادِ جنوں؟
مسکراؤ، اور گل و گلزار کی باتیں کرو
دھیمی دھیمی ہی سہی، کچھ روشنی مل جائے گی
رات اندھیری ہے جمالِ یار کی باتیں کرو
زخم ہیں گہرے بہت، مجروح ہے انسانیت
طاہرہ ہرگز نہ اب تلوار کی باتیں کرو

سمجھ نہ سکی!

○

وہ کس مزاج کا ہے؟
کون ہے، انوکھا شخص
فراخ سینہ، بلند قامت
لبوں پہ استقبال
بس ایسا لگتا ہے
مہمان نوازیوں کا سفیر !!
وہ۔ اجنبی کو کبھی اجنبی نہیں کہتا
عجیب شخصیتِ دلنواز رکھتا ہے
میں خوش نصیب ہوں اس سے نیاز حاصل ہے
اگرچہ دُور ہوں میں اس کے مُلک سے
لیکن
خیال اس کا تسلّی ہے اور راحتِ جاں
وہ ایک مردِ مجاہد بھی اور بہاراں بھی!
ہیں اس کے ہاتھ میں شمشیر اور گلدستے
نرالی اس کی ادا ہے نہ جانے کون ہے وُہ
میرے قریب ہے لیکن اسے سمجھ نہ سکی!!

پیشِ نظر

○

تو میرے پیشِ نظر ہے اے دوست!
آرزو ہے کہ میں اشعار سناؤں تجھ کو
تازہ غزلوں کی تصاویر دکھاؤں تجھ کو
نظمیں، قطعات، فسانے جو لکھے ہیں میں نے
اُن پہ تنقید تیری، سُننے کو بیتاب ہوں میں
کِس طرح تجھ سے کروں بات میں اپنے فن پہ
زخمِ دل کتنے ہیں گہرے یہ بتاؤں تجھ کو
میں تو ایک قیدی ہوں جکڑی ہوئی زنجیروں میں
خود نما، جاہلوں، حیوانوں کی تدبیروں میں
سانس لیتی ہوئی ایک لاش ہوں لاوارث کی!!
تیرا پیغام کوئی آئے تو زندہ ہو جاؤں!
اے میرے قبلہ و کعبہ، میرے مُرشد، میرے دوست
طاہرہ پہ ہو نظر، ایک نظر، ایک نظر!!
میں ہوں محتاج دعاؤں کی، تیری شفقت کی
تو ہی تو پیشِ نظر ہے، وہ ہو بیداری کہ خواب!!

سمجھوتہ

○

مجھے کیوں قید کر رکھا ہے
تم نے ذہن میں اپنے ؟
رہا کر دو — بھُلا ڈالو
گزارش ہے تمنّا ہے !
خلیجیں ہی خلیجیں تھیں
ہمارے درمیاں دائم
یہی قسمت ہماری تھی
نہیں شکوے کی گنجائش
چلو سمجھوتہ کر ڈالیں
غمِ فرقت سے ہم دونوں
نہ تم سوچو میری بابت
نہ میں سوچوں کہاں ہو تم
انوکھا روپ ہوگا یہ بھی
لافانی محبّت کا — !!

"زندہ"

○

کِس نے افواہ اُڑائی ہے، کہ
وہ زندہ نہیں ؟
اُس کی موجودگی پھولوں کی جبیں پر دیکھی !
اُس کی سانسوں کی مہک بادِ صبا میں پائی
نیم وا، کلیوں میں شامل ہے تبسم اُس کا
اُس کے الفاظ کی شیرینی، غزل جس کو کہیں
آبشاروں کے ترنم میں اُسی کی آواز
جھوٹ کہتا ہے جو کہتا ہے، نہیں وہ زندہ
جا بسا ہے کسی پردیس میں ممکن ہے
مگر
وہ تو زندہ ہے، بہاروں کی رِدا اوڑھے ہوئے
مسکراتا ہوا، گاتا ہوا، لہراتا ہوا
چاندنی میں کبھی تاروں میں کبھی برکھا میں
نِت نئے روپ میں آتا ہے نظر شاعر کو !!

خانہ خراب

○

جب بھی میں نے بنایا کوئی گھر
لے اُڑیں آندھیاں نہ جانے کدھر
میرے آنگن کے پھول، پودے سب ہی
ہوگئے فصلِ گُل میں نذرِ خزاں!
رنگ و نکہت سے گھر سجائے تھے
چار دن بھی کہیں ہوئی نہ بسر
خواب سارے بکھر گئے میرے!!
اب کوئی گھر نہیں، مگر ہے سکوں!
بزمِ صحرا میں مُسکراتی ہوں
رقص کرتی ہوں گیت گاتی ہوں
لوگ کہتے ہیں مجھ کو "خانہ خراب"
کس قدر دلفریب ہے یہ خطاب!!

آرزو

○

ہر ایک فکر میں اپنی ہے، میرا غم کس کو!
میں سب کے غم میں ہوں غلطاں
یہ میری فطرت ہے
کہیں بھی دکھ ہو، میرا دکھ ہے میرا قصّہ ہے!
مجھے نگاہِ عنایت کا آسرا بھی نہیں
یہ آرزو ہے کسی بدنصیب کے دل کو
میری زباں سے دلاسا ملے سکون ملے
میرا وجود نسیم بہار کی مانند
کہیں سے نکہتِ گُل لائے اور پھیلائے!

ملال

○

نہ تم کو پایا

نہ اپنے کو کر سکے دریافت

ہماری زندگی، جدّ و جہد کی گُتھی تھی

ملال اس کا ہے

جد و جہد سے کچھ نہ ملا

بجُز

شکستہ دلی، نارسائی کا احساس

کبھی تو یوں لگا

جیسے کہ مل گئے ہو تُم

دھنک کی طرح مگر ہو گئے کہیں غائب!

تلاشِ ذات کا بھی کرب سہہ لیا، لیکن

نہ کچھ پتہ چلا اپنا نہ اپنی منزل کا

بس ایک عالمِ گم گشتگی ہے حاصلِ زیست !!

شہزادہ

○

میرے خوابوں کا ایک شہزادہ
خواب میں آیا، آکے لوٹ گیا!
دیکھ کر مجھ کو مسکرایا وہ
اور، گلِ سُرخ پھینکے میری طرف
اس سے پہلے کہ کچھ سمجھ پاتی
میری نظروں سے ہوگیا اوجھل
آج تک بے قرار ہیں نیندیں
آج بھی انتظار باقی ہے!
میرے خوابوں کا ایک شہزادہ
میرے دل کا سکون چھین گیا —!!

●●

احتجاج

(حیدرآباد کے فسادات سے بیزار ہو کر)

○

شہر فرخندہ' میں یہ کیسی تباہی آگئی
فرقہ وارانہ وبا' امن واماں کو کھا گئی

ہر ادیب وشاعر و فنکار کا دل خون ہے
چاقو مارو، گھر جلاؤ' یہ نیا قانون ہے

فرقہ واری بربریت سے ہر ایک ناشاد ہے
چند غنڈوں کی بدولت، شانتی برباد ہے

کیا ستم ہے کیا غضب کیسا ہے یہ امتحاں
رہ رہے ہیں رات دن ہم قاتلوں کے درمیاں

یہ تو سچ ہے اپنی عادت ہے کہ سہہ لیں ہر ستم
اس سے بڑھ کے کر نہیں سکتے ہیں اب برداشت ہم

دیش کے فنکار اور اہل قلم ہوں ہوشیار
ہاتھ میں لے لیں قلم کی شکل میں اک ذوالفقار

فرقہ واریت فنا — نابود ہو فسق وفساد
آج واجب ہو گیا ہے ہم پہ تہذیبی جہاد

قومی یکجہتی، محبت، طاہرہ پائندہ باد
اپنے پرکھوں کی مروّت — وضعداری زندہ باد

سانحہ

○

تم سے باتیں کرنے دل بے چین تھا !
دل کی حسرت، دفن دل میں ہو گئی !
تم تھے عجلت میں سفر کی اور میں شرمائی سی
گفتگو کی تھی نہ مہلت اور نہ رسم
ہم یگانے ہو کے بھی بیگانے تھے !
میں تمہاری تھی منگیتر، کیسے کرتی بات چیت ؟
میں نے سوچا تھا کہ ہم پچھلے جنم کے دوست ہیں !
محفلوں میں سنتی رہتی تھی تمہارے تبصرے
تم جو ایک نقّاد تھے، نقّاش اور اہلِ ادب
تم نہ تھے شاعر مگر شعر و سخن سے تھا لگاؤ
میرے شعروں اور میرے افکار کے دلدادہ تھے !
کیوں نہ لوٹے تم سفر سے، کیا ہوئی مجھ سے خطا ؟
موت کی آغوش میں کیوں تم نے جا کر لی پناہ ؟
آج تک حیران ہوں، بےچین ہوں اور غمزدہ
سانحہ یہ وہ ہے جس کو بھول سکنا ہے محال !!

○

ہجر کا رشتہ ہے کتنا استوار
زندگی بھر اس کا میرا ساتھ ہے
کس قدر مضبوط ہے اس کی گرفت
میرا پیچھا چھوڑنے پہ وہ کبھی راضی نہیں
کتنے رشتے ٹوٹتے ہیں دوستی کے پیار کے
خون کے رشتے بھی ہو جاتے ہیں دور
ہجر کا رشتہ مگر چٹان سا مضبوط ہے
یہ بلائے جاں مجھ پر ہو رہا ہے مہرباں
ہو گیا ثابت، نہیں راہِ فرار
ہجر کا رشتہ، چھٹ سکتا نہیں
میری قسمت کا لکھا کیسے مٹے!

وُہ

○

وُہ ایک آہوئے آزاد تھا
ہوا کی طرح !
کھنچا کھنچا میری نزد میں نہ جانے کیوں آیا !
بچھایا تھا نہ کسی نے بھی کوئی دام کہیں
میں دیکھتی ہی رہی اس کو چشمِ حیرت سے
اُسے تھا دعویٰ، میں اُس کے ہوں خواب کی تعبیر
اشارتاً کیا اظہار، دل کی دھڑکن کا
زبان بستہ تھی میں، کچھ بھی کہہ نہیں پائی !!
بڑی عجیب ملاقات تھی میری اس سے
یہی تھی اس کی تمنّا مجھے کرے رُسوا
فسانہ ساز زمانے کو مل گیا موقع ! ..... مگر
وہ آہوئے آوارہ تھا ٹھہر نہ سکا
پلٹ گیا کسی وادی کسی بیاباں میں !
وہ گُم ہے پھر بھی ہے وابستہ میری ہستی سے
ہے اس کا نام جُڑا اب بھی میرے نام کے ساتھ !!

••

اِستدعا

○

مجھ سے ہرگز نہ محبت کرنا
میں محبت کی خریدار نہیں
میں نے چاہا ہے لڑکپن سے تجھے
روپ میں دیکھا ہے اوتاروں کے
چھاپ ہے تیرے خیالات کی میرے دل پر
تیری ہمسائیگی میں سیکھا بہت کچھ میں نے
میری نس نس میں سمائی ہے تیری عظمتِ فکر
کہکشاں ہے ترے قدموں کے نشاں
میں نے چاہا ہے تجھے پوجا ہے
تو نظر آتا نہیں جسم کی صورت لیکن
ہر حسیں شئے میں تیرا جلوہ ہے
دیکھ کر ہوتی ہیں پلکیں میری شبنم شبنم
خوب واقف ہوں محبت کی چبھن کیسی ہے
مجھ سے ہرگز نہ محبت کرنا!

خیریت

(خلیجی جنگ کے دوران)

(ایک منہ بولے عراقی بھائی کی یاد میں)

○

میرا عزیز برادر، عراق ہی میں تو ہے
نہ جانے کیسی ہے حالت کہاں ہے اس کا پڑاؤ
مکان اس کا تھا بغداد میں مگر ڈر ہے
مکان اس کا ہے باقی کہ بم کی زد میں گیا !!
وہ میرا دوست، میرا بھائی، قدرداں میرا
نڈر، محبِ وطن، اہلِ ذوق اہلِ نظر
خبر نہیں کہ "قیامت" میں اس پہ کیا گزری !
عراق، دلیش ہے اس کا جہاں اماں نہیں
وہ آج سانس بھی لیتا ہے یا شہید ہوا
بھرا ہوا ہے میرا دل ہزار وہموں سے
کوئی خبر، نہ پتہ اور نہ کوئی نامہ بر
میں کس سے پوچھوں تیری خیریت میرے بھائی ؟

ایک فلسفی دوست کی شادی پر

○

میں یہ سمجھی تھی کہ تم 'سنیاس' لو گے عنقریب
تھی خبر شادی کی جس میں، آج وہ رقعہ ملا !
کس طرح آئے یقیں شادی پہ تم راضی ہوئے
ہو گئے ہو گے بڑی مجبوریوں میں مبتلا !
سوچ کر بے ساختہ آئی ہنسی، میں کیا کروں !
تم سے اہلِ فکر کے سر پہ بھی ہو سہرا بندھا !!
تھا تمہارا قول، شادی، ایک مایا جال ہے
ایسے مایا جال میں خود فلسفی اب پھنس گیا !!
شادی کیا ہے ؟ اِک معمّہ جس کا حل آساں نہیں
شادی اِک سُنّت بھی ہے ایک فرض بھی اور ایک سزا
ہے دعا میری، تمہاری زندگی ہو کامیاب
کوئی جھنجھٹ، مضطرب کرنے نہ پائے ذہن کو
ہمسفر کے ساتھ دنیا میں رہو تم سرفراز !
ہو مبارک خانہ آبادی تمہیں اے فلسفی !!

••

کیا کہیں

(نادرہ گلزار)

دیجئے اتنی اجازت، آپ کو اپنا کہیں!
ہمدم دیرینہ، محسن، جانا پہچانا کہیں!
آپ جیسا کون ہے رہبر، شفیق و دلنواز
کوئی ہے دنیا میں جس کو لطف کی دنیا کہیں؟
ہائے کیا فیضِ نظر، کیا غمگساری کی ادا
سوز کا پتلا کہیں، نایاب ایک ہیرا کہیں!
آپ ہیں "گلزار" بے شک اور ہم ایک خارِ دشت
آپ ہی بتلائیں یہ رشتہ ہے کیسا؟ کیا کہیں؟
گرچہ ہو نشو ونمو بُرائی سے ہمارا تذکرہ
التجا ہے آپ ہمیں ہرگز نہ بیگانہ کہیں!
آپ سے وابستگی ایک حادثہ ہے روح کا
لوگ جو چاہے کہیں، افسانہ یا سپنا کہیں!
ملنا اور مل کر بچھڑنا تھا قیامت سے نہ کم
طاہرہ، رودادِ دل کس سے کہیں اور کیا کہیں؟

"گلبرگ سے گلمرگ تک"

(پروفیسر طیّبؔ انصاری کا سفرنامہ پڑھنے کے بعد)

○

گلبرگ سے "گلمرگ" تک بکھرائے ہیں طیّبؔ نے گُل
راہوں کے منظر کس قدر دلکش ہیں یہ مت پوچھیے!
طرزِ بیاں، حسنِ نظر، کیا دلنشیں کیا پُر اثر
اُردو زباں میں نثر ہے یا ایک غزل کیف آفریں
"دہلی" سے تا "کشمیر" ہے اُردو ادب کی داستاں
اُردو ادیبوں سے ملاقاتوں کا بھی ہے سلسلہ
تاریخ پر، تہذیب پر، شہروں کی ہیں کچھ تبصرے
لگتا ہے جیسے ہمسفر خود ہم بھی ہیں "گلمرگ" تک
پڑھنے سے جی بھرتا نہیں ایسا سفرنامہ ہے یہ
ہر چند ہے لمبا سفر "گلبرگ" سے "گلمرگ" تک
تھکتی نہیں لیکن نظر، طیّبؔ کا ہے ایسا ہنر — !!

●●

(گلبرگ یعنی گلبرگہ)

حیدرآباد میں آشوبِ چشم کی وباء

خط کبوتر کس طرح لے جائے بامِ یار تک
کیا پڑھے گا یار بیچارے کو ہے آشوبِ چشم

جس کے تھے مشہور آنکھیں یا کہ تھے "بادامِ دو"[۲]
چل پڑی ایسی ہوا، اُس کو بھی ہے آشوبِ چشم

گھورتے تھے بچیوں کو، جو ہمیشہ راہ میں
شکر ہے اللہ کا، اُن کو بھی ہے آشوبِ چشم

اب ملاقاتیں ہیں عنقا، فون پر ہے بات چیت
لب پہ ہے سب کے یہی آشوبِ چشم آشوبِ چشم

بند آنکھوں سے مناظر ہیں نے دیکھے خوشنما
خیر سے اے طاہرہ، مجھ کو بھی ہے آشوبِ چشم

فلسطینی مجاہد

○

اے فلسطینی مجاہد، دکھ میں ہیں ہم بھی شریک
تجھ پہ جو بیتا پڑی ہے اس سے ہم ہیں بے قرار
اہلِ ہندوستان آزادی کے پروانے ہیں سب
مدح خواں ہیں ہم فلسطینی مجاہد قوم کے!
اے فلسطینی مجاہد، تیری ہمّت زندہ باد
تیری طاقت، تیری عظمت، تیری عزّت زندہ باد!
یاد رکھ غاصب کبھی بھی پھول پھل سکتا نہیں
"ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں"
چند روزہ عیش ہے یہ جنّتِ شدّاد کا
غاصبوں اور ظالموں کا دور رہ سکتا نہیں
میں نے مانا اے مجاہد تو بہت غمگین ہے
دل نہ چھوٹا کر کبھی، ہے سخت گرچہ امتحاں
مردِ میداں جھیلتے ہیں ہر طرح کی سختیاں
ہر زمانے میں ہوئے آزادگاں وقفِ الم

ابنِ مریم، ابنِ زہرا، سب پہ ٹوٹے ہیں ستم
اے فلسطینی مجاہد، تو ہے فخرِ کائنات
کس قدر اونچا ہے تو، ظالم نہیں، مظلوم ہے
ساری دنیا میں ترے عزم و عمل کی دھوم ہے
طاہرہ کی ہے دعا، تیرا وطن آزاد ہو!
اے فلسطینی مجاہد، تیرا گھر آباد ہو!

آہ عراق!

(امریکہ اور برطانیہ کے ہوائی حملہ پر جو عراق پر ۱۶ دسمبر ۱۹۹۸ء میں ہوا)

اے عراق، آہ عراق!
دل پہ کندہ ہیں شب و روز تیرے
دن چمکتے ہوئے صحرا کے بہت گرم سہی
کیف میں ڈوبی ستاروں بھری رات
الف لیلیٰ کا سماں!!
رودِ دجلہ کی نرالی وہ بہین
دلرُبائی کے مناظر ہر سمت
کہیں مشرق کا نمونہ تو کہیں مغرب کا
تیری آغوش میں کتنی ہیں زیارت گاہیں
سینکڑوں دل کا سکوں
یاد آتے ہیں مجھے بانکے عراقی چہرے
تیکھی چیتون لبِ خنداں، متواضع، مخلص!
آسماں ٹوٹ پڑا، دشمنِ جاں کا حملہ
ظلم کی حد ہے کوئی؟ بارشِ بم!
طاہرہ، مانگو دعا اللہ سے
"دستِ غیب آید و کارے بکند"
بزمِ اسلام کی رونق نہ مٹے!

سنہ ۱۹۹۴ء سفرِ ایران سے حیدرآباد واپسی پر

O

خلوص و مہر کی دولت سمیٹ لائی ہوں
میں فاصلوں سے بھی قربت سمیٹ لائی ہوں

وطن سے دُور، نمائندۂ وطن کی طرح
وطن کے نام کی عظمت سمیٹ لائی ہوں

عجب تپاک سے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا
دلوں کی دھڑکنیں، شفقت سمیٹ لائی ہوں

نہ بھول پاؤں گی مہماں نوازیوں کی ادا
گلوں کی بزم سے نکہت سمیٹ لائی ہوں

حسیں مناظرِ قدرت، لطیف احساسات
میں اپنے ذہن میں جنّت سمیٹ لائی ہوں

مزارِ حافظؒ و سعدیؒ پہ حاضری دے کر
سخن کی دلکشی، لذت سمیٹ لائی ہوں

بچھڑ کے طاہرہ، ایران سے، ہوں افسردہ
جدا ہوا، غمِ فرقت سمیٹ لائی ہوں!

پیامِ صحرا (سعودی عرب)

مجھے صحرا سے مِلا ہے یہ پیام
ریت میں پھول بھی کِھل سکتے ہیں !
کئی صحرا نورد ، اہلِ دکن
زُلفِ اُردو کے چند شیدائی
ہاتھ میں تھامے پرچمِ اُردو
اجنبی راستوں پہ چلتے ہوئے
حُسنِ اُردو کے نغمے گاتے ہیں
شعر کہتے ہیں نثر لکھتے ہیں
رہ کے خاکِ وطن سے دُور بہت
ریت میں گلستاں اُگاتے ہیں
اور اہلِ وطن سے کہتے ہیں
دیکھئے ہم ہیں کیسے اہلِ وفا !
کیسی وابستگی ہے اُردو سے
کتنا اُردو سے پیار کرتے ہیں
شمعِ اُردو کے ہم ہیں پروانے ـــ !

مدّت کے بعد تہران پہونچکر

یہی وہ شہر ہے جس میں کبھی ملے تھے ہم
یہی وہ شہر ہے مِل کر بچھڑ گئے ہم تم
یہی وہ شہر ہے جس میں کِھلی تھی دل کی کلی
یہی وہ شہر ہے جس میں خزاں نے لُوٹ لیا !
کئی دہوں کے گزرنے کے بعد آئے ہیں
نہ جا[illegible] کہ یہاں آگئے ہیں ہم پھر سے
مگر، یہ شہر تو، اب اجنبی سا لگتا ہے
ترقی یافتہ، بیحد وسیع، خیرہ کُناں !
وہ پہلی بات نہیں، تم نہیں، وہ لوگ نہیں
وہ لوگ جن کے تھے شیدائی تم بھی اور ہم بھی
وہ جن کے فیض سے ایران سرفراز رہا
کہاں گیا وہ زمانہ کدھر گئے وہ لوگ ؟
تمہاری یاد تو دل سے کبھی جدا نہ ہوئی
فضاء میں اب بھی ہے تہران کی تمہاری جھلک
قدم قدم پہ بہت یاد آرہے ہو تم !!
یہی وہ شہر ہے جس میں ملے تھے ہم دونوں

ہندوستانی مسلمان

○

میں ہوں ہندوستانی مسلماں
صاحبِ عزّت صاحبِ ایماں
ایک خدا ہے ایک ہی کُنبہ
ہندوستانی ہم سب یکساں
میری تمنّا، وطن کی خوشحالی
تن من دھن، بھارت پر قرباں
میں نے کبھی کی ہے وطن کی حفاظت
'بھارت ماتا' میری بھی ہے 'ماں'
شانِ وطن ہوں جانِ وطن ہوں
میں ہوں ہندوستانی مُسلماں
ہر مذہب سے مجھے ہے ارادت
گیتا' میری' میرا ہے قرآن
مندر، مسجد، چرچ، گردوارہ
ہر منزل ہے منزلِ جاناں
مجھ سے ہے میرے وطن میں اُجالا
طاہرہ، میں ہوں شمعِ فروزاں

ہائے رام!

(ایودھیا کے سانحہ کے سلسلے میں)

○

آخر ش دیش کو برباد کیا
دیش کے نام پہ حرف آ ہی گیا۔ !!
چند اشرار کی سازش نے کیا سر نیچا
ایسے بھارت کا، جو خوش نام رہا صدیوں سے
ناگ کے زہر سے مسموم، فضاؤں کو کیا
ہائے کیا کام کیا، قوم کو بدنام کیا
کوئی بتلائے کہ اس زہر کا کیا ہے تریاق ؟
فرقہ وارانہ دماغوں کا کریں کیسے علاج ؟
کیسے برداشت کریں ظلم و ستم
آدمیت کی چتا کیسے جلا دیں بولو
آؤ مل جل کے مداوا ڈھونڈیں
انقلاب آئے نیا، کوئی مسیحا آئے
"دستِ از غیب بروں آید و کارے بکند"

ہمارا حیدرآباد

حیدرآباد ہے شہرِ امن و اماں
مرکزِ حُسن و تہذیبِ ہندوستاں
قطب شاہی شرافت کا سنسار ہے
آصفی دَور کا ایک شہکار ہے
قومی یکجہتی ہی اس کا کردار ہے
ہندو مُسلم کا گھر ہے ہمیشہ سے یہ
اس کے وارث ہیں سکھ اور عیسائی بھی
اس گلستاں کے پھولوں میں کانٹے نہیں
شہر ہے پیار کا، شہر اخلاص کا
اس میں سکّہ محبّت کا چلتا رہا ہے

ہم سب ہی ایک ہیں
پُشت در پُشت سے!
ہم تو صدیوں سے مل جُل کے بستے رہے
اپنی قومی روایت ہے، دل ہارنا!
بغض و نفرت سے ہم لوگ واقف نہیں
دشمنوں سے بھی ہم نے نہ کی دشمنی!
پیار سے بڑھکے کیا ہو گی نعمت کوئی!
زندگی پیار ہے — پیار ہے زندگی!
حیدرآباد ہے، ایک نگر پیار کا۔!!

"آزادیٔ ہندوستان کی گولڈن جوبلی"

گولڈن جوبلی، مبارک اہلِ ہندوستان کو
ہے یہ آزادی کی جوبلی، فتح ونصرت کا نشان
ہندو، مسلم سب نے ملکر جنگ آزادی لڑی
خونِ دل سے ہم نے آزادی کی لکھی داستاں
باندھ کر سر سے کفن، میداں میں ہم ڈٹ گئے
بھید بھاؤ، کچھ نہ تھا آپس میں، سب ہی ایک تھے
شمع آزادی کے سب پروانے تھے دیوانے تھے
ہندو مسلم سکھ عیسائی، سب ہی ہندوستانی تھے
دھرم تھا سب کا یہی، ہندوستان آزاد ہو
ہوگیا آزاد، جب اپنا وطن، پھر یک بیک
بٹ گئے خانوں میں ہم، ملت ذات اور پات کے
سادہ لوحی سے ہوئے، دشمن کی سازش کا شکار!
خیر جو کچھ بھی ہوا، ہو نے نہ پائے پھر کبھی
بھائیو، بہنو، رہو، آپ ہوشیار، اب ہوشیار!
مادرِ ہندوستاں کی لاج رکھنا ہے ہمیں!!
قومی یکجہتی میں عزت اور ترقی کا ہے راز!

دیوالی

آرزو ہے کہ ترے ہاتھ سے پھر دیپ جلیں
دُور ہو جائے وہ اندھیرا، جو مجھے گھیرے ہے
رشکِ فردوس مرا کلبۂ احزاں ہو جائے
آئے ایک ایسی دیوالی کہ چراغاں ہو جائے
تارے دھرتی پہ اتر آتے ہیں دیوالی میں
بچھڑے مل جاتے ہیں یہ رسم ہے دیوالی میں
تو بھی آجا کہ دیوالی کی ہے آمد آمد!
تو جو آجائے تو لب پہ مرے شکوہ نہ گلہ
خیر مقدم کے سوا کوئی نہ عنواں ہوگا!
ساتھ دیوالی کے آجا، تیرا احساں ہوگا!
سالہا سال سے ہوں منتظرِ دید، اے دوست!

راکھی کا تیوہار

○

آگیا راکھی کا تیوہار
چار طرف ہے رنگ بہار
جگمگ جگمگ، دلکش سُندر
راکھیوں سے ہے بھرا بازار
میرے پاس ہے صرف ایک راکھی
کہاں کہاں میں راکھی بھیجوں
ہندو، مُسلم، سکھ، عیسائی
راکھی ایک ہے بندھن ایک
پیار کا ناطہ لے کر آئی
بھائیو! دے دو اپنی کلائی
پریم بندھن کرلو، سویکار!!
آج ہے راکھی کا تیوہار — !

ہولی

ہولی پھر آئی ہے رنگین فسانہ لے کر
شوخیوں، قہقہوں، نغمات کا موسم آیا
غمِ دوراں کے بھی رُخ پر ہے خوشی کا غازہ
بکھرا بکھرا ہے فضاؤں میں گُلال اور عبیر
آؤ ہم جشن منائیں کہ پھر آئی ہولی!
ہم وطن کیوں نہ گلے مل کے کریں دُور گِلے
اہلِ دل، اہلِ خرد اہلِ جنوں ایک بنیں
جھوم کر کھیلیں محبت کی وفا کی ہولی
نیک فالوں کا یہ دن نیک شگونوں کا یہ دن
ساتھیو، کھائیں قسم، عہد کریں آپس میں
مادرِ ہند کو ناشاد نہ ہونے دیں گے
اپنی تہذیب کو برباد نہ ہونے دیں گے
فرقہ وارانہ فسادات نہ دہرائیں گے
پرچمِ مہر و وفا دیش پہ لہرائیں گے
ایک ہیں ایک ہیں ہم ایک رہیں گے دائم!

نہ کوئی غیر ہے ہندو نہ بیگانہ ہے عیسائی
مسلماں کے لئے پیغام رحمت بن کے عید آئی
ہلال عید کہتا ہے گلے مل جائیں سب انساں
حکومت ہو اخوّت کی محبت کی شہنشاہی

عید، تہوار ہے آپس کی رواداری کا
عید ایک درس ہے اخلاص کا دلداری کا
عید حب ہے بموجب اِنسانی ہو انسان کا دوست
دل میں جذبہ ہو وفاداری کا غمخواری کا

عید کی صبح کئی یادوں کی نکہت لائی
پھر تصوّر میں کسی دوست کی صورت لائی
یوں تو خوشیوں کا ہے دن پھر بھی کسک ہے دل میں
عید آئی مگر افسانۂ فرقت لائی

••

عیدِ کرسمس

ہو مبارک، مسیح کی آمد!
آسمان و زمیں پہ ہیں خوشیاں
ہمدم و غمگسار، آیا ہے
رنگِ صبحِ بہار چھایا ہے
مرہمِ زخمِ زندگی ہے "مسیحؑ"
دوست ہے ساری کائنات کا یہ
اس کا ہر ہر نفس نویدِ بہار
ہے زباں پر نجات کا پیغام
دشمنوں سے بھی پیار کرتا ہے
سب پہ رحمت نثار کرتا ہے
کتنے مُردوں کو دی حیات اُس نے
کتنے بیماروں کو شفا بخشی

تھی نظر میں عجب مسیحائی
آج دنیا ہے موت کا بازار
زندہ لاشیں ہیں ہم، نہیں زندہ
روح مردہ ہے، جسم زندہ بگور
دل میں نفرت ہے اور لبوں پہ پیار
ہم نے سیکھا ہے کھوٹا کاروبار
ایک نظر تیرے لطف کی عیسیٰ
آ کے مُردوں کو زندگی دے دے
بھٹکے اِنساں کو روشنی دے دے

نیا سال

○

دوستو، وقت نے لی پھر کروٹ
اپنی محفل میں پھر ایک، سال آیا
اور ایک سال گیا عمرِ رواں کا اپنی
ہو مبارک کہ نیا سال آیا !
کاش یہ سال، نیا رنگ زمانہ لائے
خیر و برکت کا محبت کا فسانہ لائے
ظلمت و جہل و تعصب ہو جہاں مٹ جائے
پیار کی جیت ہو، نفرت کا نشاں، مٹ جائے
کاش یہ سال، بہاراں کا سندیسہ لائے !
ایک مدّت سے خزاں پکڑے ہے دامن اپنا !

گرمیاں

ہر سال مجھ کو آ کے ستاتی ہیں گرمیاں
کیوں بن بُلائے، گھر میرے آتی ہیں گرمیاں ؟

گرمی کی رُت تھی بچھڑے ایک دوسرے سے جب
اس سانحے کی یاد دلاتی ہیں گرمیاں !

کروٹ بدل بدل کے گزرتی ہے ساری رات
کِس بے رُخی سے نیند اُڑاتی ہیں گرمیاں !

کھانے میں کچھ مزہ نہ پہننے میں کچھ مزہ
بیزار زندگی سے بناتی ہیں گرمیاں !

کولر سے فائدہ ہے نہ اے۔سی میں کوئی لطف
ہر چار سمت، آگ لگاتی ہیں گرمیاں

اے کاش جا چھپوں کسی ٹھنڈے مقام پہ
اللہ کیا کروں کہ ڈراتی ہیں گرمیاں

رہتا ہے دل تھکا تھکا، افسردہ، بے قرار
ہالا طاہرہ، ذرا نہیں بھاتی ہیں گرمیاں !!

••

○

پیڑ پر سے گرتے پتے دیکھ کر
یاد آئی داستانِ زندگی
کس بلندی سے گرے ہم خاک پر!

○

روز ہی کوّا پکارے جائے ہے
خط مگر ان کا، کوئی آتا ہے نہیں
بے بھروسہ ہو گئے سارے شگون

○

میری آنکھوں کو ہو گیا ہے کیا؟
ہر طرف تم ہی تم ہو جلوہ فگن
آئینہ میں بھی تم نظر آئے!

○

تم سے ملنا میرا مقدر تھا
ملتے ہی، گم ہوئے کہ پھر نہ ملے
زندگی تم کو ڈھونڈتے گزری !!

ہائیکو

○

واہ کیسی نمک حلالی ہے
اپنے محسن کو تہمتیں دینا
اعلیٰ ظرفی کی بے مثال، مثال

○

جس کی عزت کے ہم رہے دربے
جرم جس کے چھپائے دنیا سے
آج مجرم ہمیں بناتا ہے

○

ایک مدت سے کعبۂ دل میں
مورتی ایسی چھپ کے بیٹھی ہے
غزنوی بھی ہٹا نہیں سکتا

○

عجب منظر عجب اندازِ دنیا ہم نے دیکھا ہے
جسے مغرب کی لادینی نے دی اسلام کی دولت
ایک ایسا حیرت افزا ملک، ایران ہم نے دیکھا ہے

○

شاہ پری، گل پری و ماہ پری
تینوں پریاں ہیں میری مونس جان
اللہ اپنی امان میں رکھے۔

ہائیکو

○

پیسہ، پیسہ، خدا، معاذ اللہ
پوجا ہوتی ہے صرف پیسے کی
کتنا اوچھا ہے آج کا انسان

○

کہاں انصاف کی ترازو ہے؟
کس قدر بے سہارا ہے مظلوم
ظلم پر ظلم کرتا ہے ظالم!

○

میں گنہگار سہی، قابلِ تعزیر سہی
پھر بھی معلوم نہیں کیا تھی میری کوتاہی
کس لئے مشقِ ستم مجھ پہ زمانے بھر کے

○

کسی کمزور پر، برستا ہے
پیر چھوتا ہے زور آور کے
جانور کہیئے ایسے اِنساں کو

O

صبح دم آ کے صبا نے یہ کہا شوخی سے
رات بھر لکھتا رہا غزلیں ایک آشفتہ سر
سخت حیرت ہے کہ کیوں سو نہ سکی ہیں کل شب!

O

ہاتھ بیچا کسی نے ذات نہیں
کوئی بد ذات جب کسے فقرہ!
اُس سے پوچھو کہ اُس کی ذات ہے کیا

O

دوسروں کی خوشی کا بھی ہو خیال
شرطِ انسانیت یہی ہے دوست
خدمتِ خلق، خدمتِ خالق!

O

○

نظر ستاروں پہ ہے، برہمن کنارے پر
ذرا سنبھل، کہیں غوطہ نہ کھائے دریا میں
شناوری سے بھی واقف نہیں ہے اے شاعر!

○

وہ شمع ہو، دیا ہو، ستارہ ہو یا چراغ
ہر ایک تھوڑی روشنی دکھلا کے بجھ گیا
تاریکیوں کو ناز رہا اپنی ذات پر!

○

تم نے غلط سمجھ لیا، تم سے ہوں بے نیاز میں
پھولوں میں ہے تمہاری ہی خوشبو بسی ہوئی
یہ اور بات ہے کہ تمہیں کچھ خبر نہیں!

○

مال و زر کی تجھے بہت تھی ہوس
تجھ کو سب کچھ مِلا، نیّت نہ بھری
لُوٹنا، لُوٹنا، رہی عادت

○

ایسا کیوں ہے عوض میں نیکی کے
بدیاں مِلتی ہیں نیک لوگوں کو
"احمق" شاد کام ہوتا ہے

○

تُو نے کل خاک میں مِلائے تھے
کتنے معصوم، بے خطاؤں کے گھر
آج تجھ پہ ہے، تہہ بہ تہہ مٹی!

○

○

تم سمجھتے ہو، ہم سمجھتے نہیں
ہر ادا سے تمہاری واقف ہیں
پھر بھی برداشت کر رہے ہیں تمہیں

○

ہاں، سہانا ہے ہجر بھی اے دوست
تجھ سے ملنے کی آرزو لے کر!
زندگی کتنا مسکراتی ہے!

○

تم نے مطلق نہ کی میری چنتا
میرا کیا ہوگا یہ نہ سوچے تم
چھوڑ کر چل دیئے اکیلا مجھے

○

○

دل میں سو داغ تھے نہاں میرے
تیرے دیدار کا کرشمہ ہے
بن گئے ہیں وہ سارے پھول ہی پھول

○

تمہارے ملنے کی حسرت میں گزری نصف صدی
خدا نے سُن لی دُعا اور مِلا دیا تم سے
خوشی کچھ ایسی مِلی ہے کہ مر بھی سکتی ہوں

○

کس لئے میں اُداس رہتی تھی ؟
کتنی خوشیاں تھیں منتظر میری
آج مجھ پر یہ انکشاف ہوا

○

ہر پریشانی بھول جاتا ہے دل
جب کہ معصوم مُسکراتے لب
"ہائے" کہتے ہیں، آ کے کالج سے ••

ھائیکو

○

ہائے یہ 'جوہی' کی خوشبو، کس دنیا کی خوشبو ہے
دل کی دھڑکن قابو سے باہر، آنکھیں پُرنم ہوتی ہیں
اس مہکار میں نیم بہشتی جیسا جادو شامل ہے

○

گہرے سنّاٹے میں اکثر، آدھی رات کے بعد
چیخوں سے اُلّو کی، جاگ اُٹھتی ہے فضائے خوابیدہ
ہوتا ہے محسوس، کوئی فریاد خدا سے کرتا ہو!

○

پیار کے جو قابل ہی نہ تھا وہ پیار کا تحفہ کیا جانے
اپنے کو کیا کیا نہ سمجھ کے، آنکھیں ہمیں دکھلانے لگا
ایسی انہونی کی کبھی اُمید تھی اور نہ تھا خدشہ

○

جب ملتے ہیں دونوں وقت
دن اور رات کے سنگم میں
یاد تمہاری ستاتی ہے!

بیت گئے کتنے ہی دیے
بالوں میں چاندی چمکنے لگی
کب تک دیکھوں تیری راہ؟

کتنے آزاد، کتنے آسودہ
رشک آتا ہے پنچھیوں پہ مجھے
کاش میں بھی اڑان بھر سکتی

○

سُرخ گلاب کا گلدستہ
تڑپا دیتا ہے دل کو
دل جس میں ہے داغِ فراق

○

ٹوٹ کے ان سے پیار کیا
پر نہ کبھی اظہار کیا
راز ہمارا راز رہا

○

اپنے ہی گھر میں اجنبی صورت
لب بستہ ایک مٹی کی مورت
میرا عجب افسانہ ہے

○

○

ہند ساگر سے گہرا میرا پیار
'ایورسٹ' سے بھی اونچا تیرا مقام
تیری پوجا میں ہے عجیب نشاط

○

کس جنم کا وہ میرا دشمن تھا
قتل کرنے کو آیا تھا لیکن
دے گیا تحفۂ غمِ فرقت

○

محبت ہو گئی عنقا
مروّت لفظِ بے معنی
جئیں تو کس طرح اور کس کی خاطر؟

○

ھائیکو

○

نیلا گگن ، ہریالا بن
رنگ دونوں کے ہوئے بے رنگ
غارت گر انساں کے ہاتھ

○

سال ہیں آتے سال ہیں جاتے
تم سے مگر ہم مل نہیں پاتے
کب تک جھیلیں ایسی سزا

○

سال نیا ہے ، بات پرانی
سالِ نو ہیں ، تمہاری کمی
پلکیں میری بھیگی بھیگی

○

مطمئن ، پُر سکون ، درخشندہ
کوئی ہوتا نہیں ، خلل انداز
چاندنی ہوں شدید جاڑوں کی !

ھائیکو

○

یہ سمجھتے ہوئے دھوکا دو گے
دھوکا کھانے کے منتظر ہیں ہم
غمِ دوراں سے ہے وفاداری

○

عیب جوئی ہے کس قدر معیوب
حسنِ ظن کس نے تم سے چھین لیا
دِل کو پگھلاؤ، دل کو صاف کرو

○

یاد آتے ہو یاد آؤ گے
بھولنا اپنے بس کی بات نہیں
یہ ہُنر خاص ہے تمہارا، دوست!

○

کوئی شکوہ کسی سے اور نہ گلہ
اپنا اپنا مقدّر اور نصیب
چاہا جس کو ہوا وہ ہم سے دُور

ہائیکو

○

برف گھلنے لگی پہاڑوں کی
کونپلیں آگئیں درختوں پہ
آبھی جاؤ بہار کے ہمراہ!

○

اپنے ہی گھر میں ایک پناہ گزیں
درو دیوار، اجنبی جیسے
وقت کا کیا عجب کرشمہ ہے!

○

دوا بھی کر کے دیکھ لی
دعا بھی بے اثر گئی
سنور سکی نہ زندگی

○

جس نے دیکھا ہو چاند کا ٹکڑا
کیسے دیکھے وہ دوسرا مکھڑا
لوگ کیوں کھینچتے ہیں تصویریں ؟

ہائیکو

○

ڈائیتا تھی عظیم شخصیت
پھر بھی عورت کو کر گئی رُسوا
پاکبازی کا کاش فن آتا

○

زندگی ہے عجیب سی گتھی
جتنا سُلجھانا چاہا میں نے اُسے
وہ تو کچھ اور بھی اُلجھتی گئی

○

کوئی کچھ بھی کہے نہیں پرواہ
محض خوشنودیٔ خدا کے لئے
خدمتِ خلق ہے ہمارا شعار

○

ہم نے تم سے تو کچھ نہ مانگا تھا
'دیوتا' ہو کے اور اتنے کٹھور
اِک تبسم بھی تم سے پا نہ سکے

○

کس قدر بے حجاب ہیں بزدل
روبرو جھوٹ قصّے گڑھتے ہیں
اور ہم سُن کے مُسکراتے ہیں

ہائیکو

○

حُسن کہتے ہیں کسے، یہ راز بتلاتا چلے
اپنی خوشبوئے سخن سے بزم مہکاتا چلے
شاعرِ اُردو زباں کی کچھ یہی پہچان ہے

○

سب تمہارا ہے میرا کچھ بھی نہیں
جس کو جی چاہے دے دو، ارثِ اپنا
صرف یادیں تمہاری ہیں میری

○

یہ سراسر غلط بیانی ہے
اسے کہتے ہیں میرا پُروانہ
جو سراسر تھا مجھ سے بیگانہ

○

آنکھیں خونخوار، ہاتھ میں تلوار
نیند سے چونک کر میں اُٹھ بیٹھی
بھوت، آسیب، سایہ، کون تھا وہ؟

○

ایک پرندے نے مجھ کو دی دعوت
آؤ پرواز ساتھ ساتھ کریں
کیسے سمجھاؤں میرے پر ہی نہیں

ہائیکو

○

بالا دستی میں آپ لاثانی
ظلم ڈھانا ہے آپ کی فطرت
ظلم سہنے میں ہم ہیں بالا دست

○

یہ نہ سمجھو کہ بے زباں ہیں ہم
پردہ پوشی، وفاؤں کا ہے ثبوت
بند مٹھی کو کھولنا ہے بُرا

○

پھر سے کیوں کر رہے ہو زخم ہرے
وہ جو ہونا تھا وہ تو تھا مقسوم
کیوں نہ پھولوں کی رُت کی بات کریں

○

اپنے دامن میں اے صبا لے جا
موتی اشکوں کے بے بہا لے جا
دے دے اُن کو میرے سلام کے ساتھ

○

غمزدہ دل ہو جس کا میری طرح
جا کے دیکھے 'سوات' کے منظر
بھول جائے گا اُلجھنیں ساری

ہائیکو

○

گزریں صدیاں کئی، حیوان سے انسان بنتے
آج انسان پھر حیوان ہوا چاہتا ہے
راس انسان کو آئی نہ بلندی اپنی

○

دُوریاں کر سکیں نہ دُور ہمیں
پیار میں اور بھی اضافہ ہوا
وقت ہارا ہمیں جُدا کر کے

○

کُھل کے ہنس لینا کُھل کے رو لینا
ہوا کرتا تھا، دردِ دل کا علاج
قہقہے ہیں نہ آج ہیں آنسو

○

ناؤ جس کا نہیں کوئی ملّاح
اس میں بیٹھی ہوں میں تنِ تنہا
چار سُو سے تھپیڑے کھاتے ہوئی

○

شیکسپیر کہہ گیا ہے کتنا سچ
سخت جاڑوں کی چُبھنے والی ہوا
بے وفا، آدمی سے بہتر ہے

ہائیکو

○

دل کے بہلانے کو دل آزاری
بعض لوگوں کا بن گیا ہے مزاج
کس قدر کھوکھلے ہیں اُن کے دماغ

○

زندگی کیا تھی، فرش کانٹوں کا
پھر بھی خوشیوں کے چند لمحے ملے
شُکر کیونکر ادا کروں یارب

○

"دُھوبن" ہونا تو کوئی عیب نہیں
گندگی، پاک صاف کرتی ہے
گندہ ذہنوں کے مرد و زن ہیں عظیم

○

مجھ پہ کیچڑ اُچھالنے والے
خود ہی کیچڑ میں ہو گئے لُت پُت
واہ! قدرت کی کیا عدالت ہے

○

لُطف و پاکیزگیٔ نفس کا دریا تو ہے
کتنے غمدیدہ مریضوں کا مسیحا تو ہے
محوِ حیرت ہوں کہ تجھ سا کوئی دیکھا نہ سُنا

سانیٹ

سپنے

○

میں نے بھی سپنے دیکھے تھے !
سُرخ گلاب اور چاندنی رات
اُن سے کہوں گی دل کی بات
کیا وہ سپنے جھوٹے تھے ؟
سپنے ، سپنے ہوتے ہیں !
تلخ حقیقت ، نشترِ غم
اُن کا نہ مِلنا ، کیسا ستم
دل کے ارماں روتے ہیں
میری طلب تھی کسی کا درشن !
آس تھی آنکھیں ہوں گی روشن
کون تھا بیچ میں میرا دشمن ؟
کس نے اُجاڑا میرا نشیمن ؟
خونِ جگر ہے ، سُرخ گلاب !
چاندنی رات ، کرے بیتاب !!

سانیٹ

ماضی

○

یاد آتی ہیں کیوں تیری باتیں ؟
ماضیٔ گمشدہ کی تصویریں
زرّیں افکار تیری تحریریں
جاگتے کٹتی ہیں میری راتیں
ایک ذرّہ کو آفتاب سے پیار !
بڑی جرأت کا کارنامہ ہے
جذبۂ شوق کا فسانہ ہے
کہیں گستاخیوں میں ہو نہ شمار !
کیسے بھولوں تیری مسیحائی
تیری نظروں نے دی توانائی
تُو نے کی میری ہمت افزائی
مجھ میں کیا شئے تجھے نظر آئی ؟
زندگی میں اگر نہ تُو آتا
میرا فنکار مجھ میں مر جاتا !

سانیٹ

دوستی

○

'دوست' کہہ کر، بھلا دیا کیسے ؟
دوست میں آج بھی تمہاری ہوں

اب بھی میں تم پہ واری واری ہوں
تم نے دل سے ہٹا دیا کیسے ؟
سخت مجبوریوں نے دُور کیا !

فاصلوں پر، کچھ اختیار نہ تھا
کون کہتا ہے تم سے پیار نہ تھا

وقت نے مجھ کو چُور چُور کیا !
تم سے روشن ہوا تھا میرا دماغ
شخصیت تھی تمہاری ایک چراغ
تم نے مہکایا زندگی کا باغ
تمہیں کھو بیٹھنا، سلگتا داغ

تم کہاں ہو مجھے نہیں معلوم
بِن تمہارے ہوں میں بہت مغموم

سانیٹ
شکتی

○

وقت کے زخم گرچہ گہرے ہیں
کسی مرہم کا احتیاج نہیں
نا اُمیدی کا مجھ پہ راج نہیں
خواب اب بھی میرے سنہرے ہیں!
تیر کھا کھا کے مسکرانا پڑا
غمِ دوراں مجھے ہرا نہ سکا
تند طوفان بھی ڈرا نہ سکا
تلخ یادوں سے بھی نبھانا پڑا!
زندگی کیا تھی، ایک نوکِ سناں
لب پہ لیکن کبھی نہ آئی فغاں
جو بھی بیتا پڑی ہوئی آساں
کشتی گرداب میں رہی ہے رواں
مجھ میں شکتی ہے دیوتاؤں کی!
میری فطرت ہے سورماؤں کی!

قطعات

(نذرِ سرسیّد)

○

مِل جاتے ہیں نجات کے ساماں کبھی کبھی
کشتی کو پار کرتے ہیں طوفاں کبھی کبھی
"سیّد" کی طرح مٹیں "مِلّت کے واسطے
ہوتے ہیں پیدا" ایسے بھی انساں کبھی کبھی

○

علم و عمل کی راہ دِکھاتا چلا گیا
مژدہ" حیاتِ نو کا سُناتا چلا گیا
"سیّد" نے ظلمتوں کی کلائی مروڑ دی
گزرا جدھر سے دھوم مچاتا چلا گیا

○

کیا کیا نہ آفتیں سہیں مِلّت کے واسطے
اپنے کو وقف کر دیا خدمت کے واسطے
تعلیم کا پیام تھا "سیّد" کی زندگی
کوشاں رہا وہ قوم کی عظمت کے واسطے

قطعات

(نذرِ گلزار)

○

مردِ میدان بھی تھا، مردِ مسلمان بھی تھا
صاحبِ سیف بھی تھا، صاحبِ قرآن بھی تھا
لاکھ میں ایک ہوا کرتا ہے ایسا پیدا
جسے انسان کہا جائے وہ انسان بھی تھا

○

'خضر' تھا راستہ دکھاتا تھا
روحِ خوابیدہ کو جگاتا تھا
اس کا شیوہ تھا خلق کی خدمت
ہر کسی کے وہ کام آتا تھا

○

گُل بھی، گلزار بھی، گُل افشاں بھی
دلِ پُرسوز لے کے خنداں بھی
یوں تو تھا مطمئن، نڈر، بے باک
قوم کے حال سے پریشاں بھی

○

چاہو اگر بھلا، نہ پیو تم کبھی شراب
طاعون سے بھی بڑھ کے کرو اس سے اجتناب
شیطان نے بنایا ہے خود اپنے ہاتھ سے
پینا، پلانا، بیچنا، سب اس کا ہے عذاب

○

دشمن ہے یہ صحت کی، محبت کی، مال کی
برباد کرنے والی ہے آل و عیال کی
پی کر شراب اتنا بہکتا ہے آدمی
رہتی نہیں خبر اسے کل کی نہ حال کی

○

قطعات

تپتے صحرا میں پیادہ چلنا ہوگا
پروانہ صفت شمع پہ جلنا ہوگا
صرف آہیں ہی نہیں عشق کی شرط
عاشق ہو تو معشوق پہ مرنا ہوگا

دل کو تم کعبہ بنا کر دیکھو
نقش باطل کا مٹا کر دیکھو
کچھ بتوں سے نہ ملے گا ہرگز
اللہ سے تم لو تو لگا کر دیکھو

وہ دے رہا ہے تم لینا سیکھو
دامن میں نعمتوں کا سمونا سیکھو
دستگیری کو ہے آمادہ کوئی دست کرم
تم ہاتھ میں ہاتھ تو دینا سیکھو

قطعات

تیرے قدموں میں جب سے آ بیٹھے
غمِ دوراں کو ہم بُھلا بیٹھے
کتنی تنہائیاں تھیں، وحشت تھی
اب اس احساس کو مِٹا بیٹھے

عجب البیلی سالی کالی راتیں
گزر کر پھر نہ آنے والی راتیں
ہمیں بھارت میں اکثر آئیں گی یاد
یہ پاکستان کی متوالی راتیں

بُلایا تو نے مجھے کیسے اہتمام کے ساتھ
قدم قدم پہ سواگت ہے صبح و شام کے ساتھ
یہی ہے آرزو میری یہی طلب میری
کہ میرا نام بھی آجائے تیرے نام کے ساتھ

—